خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

منگل 03 مئی 2022ء | 02 شوال 1443 ہجری قمری | 03 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 104

ارشاد باری تعالیٰ

اِذۡ یَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿۴۸﴾ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا ﴿۴۹﴾

(بنی اسرائیل: 48-49)

ترجمہ: جب ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم محض ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔ دیکھ تیرے بارہ میں وہ کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ پس وہ رستہ سے بھٹک گئے ہیں اور سیدھی راہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

اِنَّمَا صَنَعُوۡا کَیۡدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَیۡثُ اَتٰی ﴿۷۰﴾

(طٰہٰ: 70)

ترجمہ: انہوں نے جو بنایا ہے وہ محض ایک جادوگر کا شعبدہ ہے اور جادوگر جس جہت سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوا کرتا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے حیران ہو کر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! کیا آپؐ کے ساتھ بھی کوئی شیطان لگا ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مگر خدا نے مجھے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے حتی کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنّة والنار باب تحریش الشیطان حدیث نمبر 2815)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

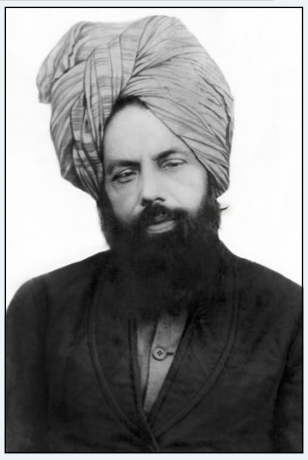

جادو شیطان کی طرف سے ہے

ایک شخص نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کافروں نے جو جادو کیا تھا اس کی نسبت آپؑ کا کیا خیال ہے؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے۔ بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَیۡثُ اَتٰی (طٰہٰ:70)۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا آخر موسیٰؑ غالب ہوا کہ نہیں؟ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر جادو غالب آ گیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔ آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (مَعَاذَاللّٰہِ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظہ جاتا رہا، یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔ گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اس وقت احادیث جمع کرنے کا وقت تھا۔ گو انہوں نے سوچ سمجھ کر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے۔ وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔

آثارِ نبیؐ جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے۔ جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔ ایسی بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (مَعَاذَاللّٰہِ) جادو کا اثر ہو گیا تھا اس سے تو ایمان اٹھ جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِذۡ یَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا (بنی اسرائیل: 48) ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (مَعَاذَاللّٰہِ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب (مَعَاذَاللّٰہِ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے تو پھر امت کا کیا ٹھکانا؟ وہ تو پھر غرق ہو گئی۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاءؑ مَسِّ شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں یہ ان کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 471-472 ایڈیشن 1984ء)

فرمان خلیفہ وقت

احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نَعُوۡذُبِاللّٰہِ کسی یہودی نے جادو کر دیا تھا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر ہو گیا تھا اور روایات میں آتا ہے کہ کنگھی اور بالوں پر وہ جادو کر کے ذروان کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں ان کو وہاں سے جا کر نکالا۔ صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں ہے کہ وہ کنگھی اور بال حضرت جُبَیۡر بن اِیَاس نے ذروان کنویں سے نکالے تھے اور ایک اَور روایت کے مطابق حضرت قَیۡس بن مِحۡصَن نے نکالے تھے۔

(فتح الباری از امام ابن حجر کتاب الطب باب السحر حدیث 5763 جلد 10 صفحہ 282 قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس لیے ان دونوں صحابہ کا ذکر میں نے اکٹھا کیا ہے۔ ان میں سے جس نے بھی یہ چیزیں نکالی تھیں یہ بات اتنی اہم نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی جادو کا اثر ہوا تھا؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس بات پر ہمارا نقطہ نظر کیا ہے؟ اور یہ ہمیں پتہ ہونا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر جس بات سے بھی اعتراض پیدا ہوسکتا ہے یا لوگ اعتراض کرتے ہیں ہم نے جواب دینا ہے۔ اس لیے مَیں اس کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں جو جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے۔ ان دونوں صحابہؓ کے حوالہ سے آج اس بات کی وضاحت ہو گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ فلق کی تفسیر کے تعارف میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے بیان فرمایا۔ آپ سورۃ کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورۃ الفلق اور الناس یہ آخری دونوں سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں۔ بعض ان کو مدنی سورتیں کہتے ہیں یعنی مدینہ میں نازل ہوئیں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ’’جو لوگ اس بات کے حق میں ہیں کہ یہ سورۃ مدنی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس سورۃ اور اس کے بعد کی سورۃ کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری کے ساتھ ہے جس میں یہ سمجھا گیا تھا کہ یہود کی طرف سے آپؐ پر جادو کیا گیا ہے۔ اس وقت یہ دو سورتیں نازل ہوئیں اور آپؐ نے ان کو پڑھ کر پھونکا۔‘‘ یہ آپؓ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ کہا جاتا

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

اترا تھا چاند شہر دل و جاں میں ایک بار (منظوم)
خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
مولوی محمد عبد اللہ پیر کوٹی مرحوم واقف زندگی کا ذکر خیر

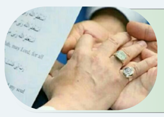

دربارِ خلافت

ایمان مضبوط کرنے کے لئے اللہ سے تعلق ضروری ہے

جرمنی سے ایک بچی نے یہ سوال کیا کہ ایک مشکل وقت میں سے انسان کیسے گزر سکتا ہے جب اسکو محسوس ہو رہا ہو کہ وہ اپنا ایمان کھو رہا ہے اور وہ ایمان کو کیسے واپس حاصل کر سکتا ہے؟

جواب۔حضور انور نے اسکا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایمان ضائع اگر ہو رہا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو تعلق ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ایمان مضبوط کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمہیں پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہے۔اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک تو پہلے غیب پر ایمان ہونا چاہئے، یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اسکے ہاتھ میں سب طاقتیں ہیں۔ پھر وہ کس طرح ہے اسکی تلاش کرو۔کل ہی میں نے خطبے میں بیان کیا تھا حضرت مصلح موعودؓ کا واقعہ کہ وہ گیارہ سال کے تھے تو ان کو خیال آیا کہ میں کیوں احمدی ہوں؟ پھر میں کیوں مسلمان ہوں؟ میں کیوں اللہ تعالیٰ پر یقین کرتا ہوں؟ پھر انہوں نے سوچنا شروع کیا اور ایک رات، اللہ تعالیٰ نے ان کو سکھانا تھا تو، آسمان پر چمکتے ستارے ہی دیکھ کر ان کو پتہ لگ گیا کہ دیکھو! یہ ستارے ہیں ان کے پیچھے اور ستارے ہیں، سیارے ہیں، ایک کائنات ہے، ایک کائنات کے بعد دوسری کائنات ہے، اتنی لاکھوں کائناتیں ہیں۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہی نہیں کہ کتنی کائناتیں ہیں۔تو جب ان کو پتہ ہی نہیں اور لامحدود ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طاقت بھی اسی طرح لامحدود ہے۔تو جب یہ پتہ لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ ہے تو پھر یہ بھی پتہ لگنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو نبی بھیجتا ہے ہماری اصلاح کے لئے وہ بھی سچے ہیں۔ اور پھر اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔قرآنِ کریم میں دیکھو بہت ساری پیشگوئیاں ہیں۔ اگر دیکھو تم کہ لوگ نماز نہیں پڑھتے، اللہ سے دعا نہیں کرتے رو رو کے اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے تو پھر تو ایمان ضائع ہی ہوتا ہے۔ پھر اگر قرآنِ کریم نہیں پڑھتے قرآن شریف کو سمجھ کر نہیں پڑھتے اس میں سے حکم نہیں نکالتے جو ایمان کو مضبوط کرنے والے ہوں تو پھر بھی ایمان کمزور ہوتا ہے۔ پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بہت سا لٹریچر دیا ہے اس میں جو آسان باتیں ہیں ایمان مضبوط کرنے کے لئے اگر ہم وہ پڑھیں تو ہمارا علم بڑھے گا۔اور علم کے ساتھ ہمارا ایمان بھی بڑھے گا۔تو یہ چیز تو محنت سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں یہ ہی کہا ہے کہ۔ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا۔ وہ جو میرے رستے میں جہاد کرتے ہیں۔ان کو میں صحیح راستے دکھاتا ہوں۔ جہاد کا مطلب یہی ہے کہ کوشش کرنی پڑتی ہے ایمان کو لانے کے لئے اور کوشش یہ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور اپنا علم بڑھانے کی کوشش کرو اور قرآنِ کریم میں جو حکم ہیں اللہ کے ان کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس عمر میں یہ کوشش کرنی شروع کر دینی چاہئے بارہ سال کی عمر میں۔

سوال۔ ایک بچی نے پیارے حضورِ انور سے سوال کیا کہ: حضور! میرا سوال یہ ہے کہ وہ کون سی نظم ہے جو آپ کو بہت پسند ہے اور آپ اکثر سنتے ہیں؟

جواب۔حضور نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہر نظم جو اچھی پڑھی ہوتی ہے مجھے اچھی لگتی ہے۔

باقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں ہیں سب سے اچھی اور کلامِ محمود کی نظمیں بہت ساری درِّ عدن کی نظمیں ہیں۔ اور بہت سے اچھے شاعروں کی نظمیں ہوتیں ہیں۔ کسی دن کسی چیز کا موڈ ہو جاتا ہے اور سننے کا اگر وقت ملے تو۔ وقت ہی نہیں ملتا نظمیں سننے کے لئے بیٹھ کر (حضور بہت مسکراتے ہوئے یہ جواب دے رہے تھے) پھر

بقیہ صفحہ 14 پر

آج کی دعا

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۶﴾ وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۸۸﴾ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ﴿۸۹﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ﴿۹۰﴾

(الشعراء: 84-90)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدّر کر دے۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔ اور میرے باپ کو بھی بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور مجھے اُس دن رُسوا نہ کرنا جس دن وہ (سب) اٹھائے جائیں گے۔جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہی (فائدہ میں رہے گا) جو اللہ کے حضور اطاعت شعار دل لے کر حاضر ہوگا۔

یہ قرآن کریم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیاری دعا ہے جس میں صالحیت اور مغفرتِ الٰہی اور جنت کے وارث بنائے جانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور التجاء ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اترا تھا چاند شہر دل و جاں میں ایک بار

(کلام چوہدری محمد علی مضطر مرحوم)

کانٹے ہیں اور پاؤں میں چھالے پڑے ہوئے
پیاسوں کے درمیاں ہیں پیالے پڑے ہوئے

آندھی بھی ہے چڑھی ہوئی، نازک ہے ڈور بھی
کچھ پیچ بھی ہیں اب کے نرالے پڑے ہوئے

یہ مقبرے نہیں ہیں شہیدانِ عشق کے
ایفائے عہد کے ہیں حوالے پڑے ہوئے

اترا تھا چاند شہر دل و جاں میں ایک بار
اب تک ہیں آنگنوں میں اجالے پڑے ہوئے

رہزن کو بھی فرار کا رستہ نہ مل سکا
چاروں طرف تھے قافلے والے پڑے ہوئے

تیرے لیے ہی اترے ہیں یہ آسمان سے
جو غم بھی راہ میں ہوں اٹھا لے پڑے ہوئے

آمادگی کا نور غزل خواں ہے آنکھ میں
فرطِ حیا سے لب پہ ہیں تالے پڑے ہوئے

اشکوں میں ہیں انا کی چٹانیں چھپی ہوئی
جیسے سمندروں میں ہمالے پڑے ہوئے

رہزن کا یوں پڑاؤ ہے رادھا کے کنڈ پر
جنگل میں جس طرح ہوں گوالے پڑے ہوئے

دل سربہ مہر، کانوں میں روئی بھری ہوئی
آنکھوں میں اختلاف کے جالے پڑے ہوئے

باہر اٹھا کے پھینک دیے بت غرور کے
کب سے تھے یہ مکان میں سالے پڑے ہوئے

مضطؔر کو فکرِ عصمتِ ایمان و آگہی
یاروں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29؍ اپریل 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

یاد رکھو وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی، کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اِس دعوت کی خبر نہ دی ہو، پس اِس کی قدر کرو اور اِس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا۔رمضان آیا اور تمام اُن لوگوں پر جنہوں نے اِس سے فیض پانے کی کوشش کی، برکتیں بکھیرتے ہوئے گزر گیا۔

لیکن باقی فرائض کی ادائیگی کے معیاروں کو اونچا رکھنے اور اُن میں ترقی کرتے چلے جانے کا وقت شروع ہو رہا ہے۔ اگر ہم اِس حقیقت کو بھول گئے کہ رمضان کے بعد ہم نے اپنے فرائض اور حقوق کی ادائیگی کے معیاروں کو کس طرح قائم رکھنا ہے تو ہم نے اپنا رمضان اُس طرح نہیں گزارا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اپنے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ

آنحضرتؐ نے فرمایا! پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ واضح یہاں ہو کہ اگر انسان اپنے چھوٹے چھوٹے گناہوں اور غلطیوں کی نشاندہی نہیں کرتا، اُن سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اور اُن کے سرزد ہونے پر توبہ استغفار نہیں کرتا تو وہی کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں۔ پس یہاں مراد یہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھے، استغفار کرتا رہے تا کہ اِن چیزوں سے بچتا رہے۔

تو ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھایا

پس اگر ہم ایک رمضان کو دوسرے رمضان کے ساتھ نیکیاں اور اپنے فرائض کی ادائیگی، اپنے حق ادا کرتے ہوئے جو عبادتوں کے بھی حق ہیں اور لوگوں کے بھی حق ہیں، سال کے باقی مہینے نہیں گزارتے تو ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھایا۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہر معاملہ میں بڑی کھول کر ہماری رہنمائی فرمائی ہے، بار بار مسلسل ہمیں نصیحت فرمائی کہ اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کرو اور بندوں کے بھی حق ادا کرو، اپنی زندگیاں گزارنے کے لئے ایک لائحہ عمل ہمیں دے دیا ہے۔ اگر ہم اِس لائحہ عمل کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں، اِس طریق کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں تو یقیناً ہم اُن راستوں پر چلنے والے بن جائیں گے جو نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے، جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان کو ملانے، جو اِس دوران کی جانے والی غلطیوں اور گناہوں سے بچانے، معاف کروانے کے راستے ہیں۔

جو ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی بار بار تلقین اور کھول کر بیان فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستقل وارث بننا ہے تو اِن پر عمل کرو۔حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ پس آپؑ کی نصائح میں سے چند مَیں اِس وقت بیان کروں گا۔

نمازوں کی فرضیت کسی خاص مہینہ اور وقت کے لئے مخصوص نہیں

رمضان میں ہماری عبادات کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، فرض نمازیں اور نوافل ہم خاص اہتمام سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نمازوں کی فرضیت کوئی خاص مہینہ اور کسی خاص وقت کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ دن میں پانچ نمازیں اپنے مقررہ وقت پر سال کے بارہ مہینوں میں ادا کرنی ضروری ہیں۔

آنحضرتؐ نے اِس بارہ میں مؤمنوں کو بار بار توجہ دلائی ہے، آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔ پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے، اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا۔

نماز کیا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے نمازوں کی اہمیت کی ہمیں بار بار تلقین اور نصیحت فرمائی ہے اور کھول کر بیان فرمایا کہ نماز کیا ہے، کس طرح ادا کرنی چاہئے، کس طرح ہم نماز سے لذت اُٹھا سکتے ہیں۔ آپؑ نے اِس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ نماز کیا ہے فرمایا! یہ ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اِس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو اِن باتوں کی نیز اِس کے غناء ذاتی کو اِس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہے بلکہ اِس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اِس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔

آج کل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے، اِس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اِسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے، وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں، جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔۔۔ وہ لوگ جو عباداتِ الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے وہ بھی بیماروں کی طرح ہیں اُن کو اپنی بیماری کی فکر کرنی چاہئے۔

پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطاء کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے۔ پھر فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس اِن حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے

نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے، اِسی طرح ہے جس طرح ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جائے اور اُس کو اپنا عرضِ حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن اُس وقت تو وہ کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر آ جائے تو اپنی درخواست پیش کرے۔ ایسا ہی حال اِن لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدعاء کو ملحوظ رکھو۔

نماز پڑھنے کا طریق آنحضرتؐ نے ہمیں کس طرح سکھایا ہے

بمطابق ایک روایت آنحضرتؐ کے ایک شخص کو تین مرتبہ نماز پڑھوانے اور آخر اُس کی عرض کہ یا رسول اللہؐ مَیں اِس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا، اِس لئے آپؐ ہی اب مجھے صحیح طریق بتا دیں کہ کس طرح نماز پڑھنی ہے؟ اِس پر آپؐ نے فرمایا! جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو تکبیر کہو پھر حسب توفیق قرآن پڑھو، پھر پورے اطمنان کے ساتھ رکوع کرو، پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر پورے اطمنان کے ساتھ سجدہ کرو اور پھر سجدہ سے اُٹھ کر پوری طرح بیٹھو، اِس کے بعد دوسرا سجدہ کرو۔ اِس طرح ساری نماز ٹھہر ٹھہر کر سنوار کر ادا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پھر نماز کی حقیقت کو سمجھ کر اُس کو ادا کرنے کی توجہ کرنے کے بعد ایک مؤمن کا کام ہے کہ قرآن کریم کو بھی پڑھے اور سمجھے اور اُس کی طرف توجہ رکھے۔ جس طرح اکثر کی رمضان میں اِس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، تفسیر پر بھی غور کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔۔۔ اِس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اِس نور کے آگے کوئی ظلمت نہیں ٹھہر سکے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت اِس یقین کے ساتھ کی ہے کہ آپؑ وہی مسیح ومہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی آنحضرتؐ نے فرمائی تھی تو ہمیں اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہو گی، ایک انقلاب پیدا کرنا ہو گا، دنیا کے لئے ایک نمونہ بننا ہو گا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار قائم کرنے ہوں گے۔ رمضان میں جو ہم نے تربیت حاصل کی ہے اُس کو سال کے باقی مہینوں میں بھی جاری رکھنا ہو گا۔ یہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں ایک لائحہ عمل مَیں نے سامنے رکھا ہے اِس پر عمل کرنے کی بھی بھرپور کوشش کرنی ہو گی، اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کرنا ہو گا، قرآن کریم پر عمل کرنا ہو گا، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہوں گے، توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی دینی ہو گی تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل دعائیہ تحریک نیز اعلان برائے نماز جنازہ حاضر حضور انور ایدہ اللہ نے دنیا کے حالات کی بہتری، احمدی اسیران، پاکستان میں احمدیوں نیز دنیا کے بعض اور ممالک کے جو حالات ہیں اُن کے لئے، اِسی طرح اسیران افغانستان و الجزائر کے لئے دعائیہ تحریک فرمائی۔ آخر پر مرحوم عبدالباقی ارشد صاحب آف یو کے ؍ چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ کا تفصیلی ذکر خیر کیا نیز بعد از نماز جمعۃ المبارک اُن کا جنازہ پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 08/ اپریل 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

’’اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔‘‘(حضرت مسیح موعودؑ)

رمضان المبارک میں دعا کی اہمیت نیز قبولیتِ دعا کے عوامل و شرائط پر سیر حاصل بیان

آیت قرآنی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا دعاؤں کی قبولیت سے لطیف تعلق

دنیا کے حالات کے پیشِ نظر دعاؤں کی تحریک ’’اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہ کاریوں سے بچائے اور ان کو عقل دے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں۔‘‘

بدری صحابہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ معرکہ آرا خطباتِ جمعہ پر مشتمل ایم ٹی اے کی تیار کردہ ویب سائٹ www.313companions.org کا اجرا

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞١

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞٢ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞٣ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞٤ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞٥

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞٦ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞٧

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ۚ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرہ:187)

اس آیت کا ترجمہ ہے: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

رمضان کے مہینے

سے ہم گزر رہے ہیں۔ یہ مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں خاص رحمت سے دعاؤں کو قبول کرنے کا اعلان فرما دیا ہے، اپنے فیضِ خاص کا چشمہ جاری فرما دیا ہے کیونکہ اس میں انسان اپنا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کرتا ہے۔ حتیٰ کہ کھانا پینا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور ایک مقررہ وقت میں کرتا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت کے دروازے اس مہینے میں کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اس مہینے میں شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شهر رمضان حدیث ٢٤٩٥)

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان ہمارے لیے مہیا فرما دیتا ہے جس میں ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا سامان کر سکتے ہیں۔

یہ ہماری بدقسمتی ہو گی کہ ایسے حالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر آنے کے بعد بھی ہم اس سے فیض نہ پا سکیں۔

کیا دنیا میں رمضان کے مہینے میں زانی، ڈاکو، چور، فاسق، فاجر اپنے کام نہیں کرتے؟ کرتے ہیں اور یقیناً کرتے ہیں۔ اگر ہر ایک کا شیطان جکڑ دیا جائے تو پھر وہ یہ شیطانی کام کیوں کریں۔ یہ نصیحت ہے مومنوں کو، اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں اس لیے کہ تم میرے کہنے سے اپنے آپ کو جائز کام سے بھی روک رہے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ عام حالات میں جو شیطان کو کھلی چھٹی ہے جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی تھی کہ دائیں بائیں آگے پیچھے سے انسان پر حملہ کرے اور اسے ورغلا کر اپنے پیچھے چلائے اسے آج میں نے ان لوگوں کے لیے جکڑ کر باندھ دیا ہے یا رمضان کے مہینے میں اسے باندھ دیا ہے اور ان لوگوں کو مکمل اپنی حفاظت کے حصار میں لے لیا ہے جو میری خاطر روزہ رکھ رہے ہیں، اپنے کھانے پینے کو کم کر رہے ہیں، اپنی روحانیت میں بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مادی خوراک کو کم کر کے روحانی خوراک میں اضافہ کر رہے ہیں یا کوشش کر رہے ہیں اور یہی رمضان کی روح ہے، روزے کی روح ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 123)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے شیطان کو مکمل طور پر جکڑ دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ روزے دار کی جزا میں خود ہو جاتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللّٰہ حدیث ٧٤٩٢) کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ پس ہمیں اس سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہیے اور جنت کے دروازے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کھولے ہیں ان میں ہر دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس بات کے نیچے آنے والے بن جائیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے تمہارے بھوکا پیاسا رہنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر تم نے صبح سحری کھالی اور شام کو افطاری کھالی اور رات اور دن میں جو نیکیاں کرنے کی تم سے توقع کی جاتی تھی وہ نہ کیں تو یہ بھوکا پیاسا رہنا، سارا دن کچھ کھانا پینا نہ کرنا نہ تمہیں کوئی فائدہ دے گا نہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے اس بھوکا پیاسا رہنے سے کوئی غرض ہے۔ یہ پیغام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملا۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم حدیث ١٩٠٣)

پس ہمیں اس روح کو سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے کی ضرورت ہے جو رمضان کا مقصد ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ رمضان کی فرضیت اور احکامات اور روزوں کی اہمیت کے بارے میں بیان کی جانے والی آیات کے بیچ میں آنے والی آیت ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کے طریق یا کِن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے ان کے بارے میں بیان فرما رہا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں بیان فرما رہا ہے جو عباد الرحمٰن ہیں، عباد الرحمٰن بننا چاہتے ہیں، شیطان کے چنگل سے نکلنا چاہتے ہیں، اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی اس طرح فرمایا کہ جب میرے بندے اے رسول! تجھ سے سوال کریں اور پوچھیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے؟ ایک عاشق کی طرح بے چین ہو کر سوال کریں، اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے ہر کوشش کرنے کا بے چینی سے اظہار کریں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سے کہہ دو گھبراؤ نہیں۔ مَیں تمہارے قریب ہی ہوں۔ پس

پہلی بات یا شرط تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی لگادی۔

اگر انسان خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کا حق ادا کرنے والا بن جائے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کی پکار بھی سنتا ہوں، اس کے شیطان کو جکڑ دیتا ہوں۔ جب بھی شیطان حملہ آور ہو میں مدد کے لیے آجاتا ہوں صرف سال کا ایک مہینہ نہیں جو رمضان کا مہینہ ہے بلکہ ہمیشہ ایسے شخص کو شیطان کے حملے سے بچاؤں گا بشرطیکہ میری بندگی کا حق ادا کرو، میرے حکموں کو مستقل مانو صرف رمضان کے مہینے میں ہی نیکیاں نہ بجالاؤ بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرو۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو، اپنے ایمان کو پختہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری تمام صفات پر کامل یقین اور ایمان رکھو۔ پھر دیکھو کس طرح قبولیتِ دعا کے نظارے بھی تم دیکھتے ہو اور اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالنے والے ہی حقیقی رشد اور ہدایت پانے والے ہیں۔ پس

خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس رمضان کو اپنی قبولیت دعا کا ہمیشہ ذریعہ بنالیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اپنے ایمان کو کامل کرنے والے ہوں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے جنہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے راستے اور دعا کی قبولیت کے راستے اور طریق دعا دکھائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں ’’اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 438 ایڈیشن 1984ء)

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ

قبولیت دعا کے لیے کیسی حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے،

کیا لوازمات ہیں جو قبولیت دعا کے لیے ضروری ہیں، اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کے لیے ضروری ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ سچی بات ہے کہ

جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔

اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا ’’اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ‘‘ کے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد، اعمال میں نظر کرے۔‘‘ اپنے اعتقاد پہ، اپنے اعمال پہ نظر کرے ’’کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔‘‘ دعا کرلی اس لیے عمل کی ضرورت کوئی نہیں، سامانوں کی ضرورت کوئی نہیں، کوشش کی ضرورت کوئی نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 124 ایڈیشن 1984ء) دعا تو خود ایک سبب ہے، چھپا ہوا سبب ہے، اور دوسرے سبب کو، اسباب کو پیدا کرنے کی وجہ بنتی ہے۔

پس قبولیت دعا کے لیے، اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان کوشش کرکے اللہ تعالیٰ سے ایک تو اس کا فضل مانگے اور فضل یہ ہے کہ بکاوزاری کرکے اس کے بندوں میں شامل ہو اور اس کے لیے کوشش کرے۔ یہ دعا کرے کہ مجھے اپنے بندوں میں شامل کرلے۔ ان بندوں میں جو اعتقاد اور اعمال کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہیں۔ وہ دعا کرنے سے پہلے اپنے عمل کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے اور ان بندوں میں شامل ہو جن کے ایمان غیر متزلزل ہیں اور پکے اور مضبوط ہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت ہے کہ وہ مٹی کے ذرّے کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔ وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ انتہائی بگڑے ہوؤں کو بھی اپنے عباد میں شامل کرلے۔ ان کو اپنے راستے دکھائے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف چلنے والے راستوں پر چلنے والے بن جائیں۔ اس مضمون کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ میرے راستے پر چلنے کے لیے جہاد کرنے والوں کو میں اپنا راستہ دکھاتا ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں۔ پس یہ رمضان کا مہینہ خاص طور پر اس جہاد کا مہینہ ہے۔ اس میں

ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے، ایک جہاد کرنا چاہیے کہ ہم خدا تعالیٰ کے اُن بندوں میں شامل ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے عباد میں شامل ہیں،

اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کے اللہ تعالیٰ قریب ہے۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے لوگ ہیں۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر کامل ایمان اور یقین ہے۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو حقیقی ہدایت یافتہ ہیں۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کا شیطان ہمیشہ کے لیے جکڑا جاتا ہے لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ظاہر ہے اس کے لیے پہلے ہمیں جہاد کی ضرورت ہے۔ اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر ہماری راہنمائی فرمائی، مختلف زاویوں سے راہنمائی فرمائی۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ’’بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ اسی کی طرف ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 566-567 حاشیہ نمبر 11)

پس واضح فرما دیا کہ لاپروائی اور سستی دکھانے والے کے لیے ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کو بھی ان لوگوں میں شامل کرلے جو اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرتے ہیں، ایک جہاد کرتے ہیں۔

لوگ سوال کرتے ہیں، خطوں میں مجھے لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی ہے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پس جو یہ کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ غلط نہیں۔ جس کو انسان اپنی طرف سے بہت دعا کا معیار سمجھ رہا ہوتا ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں بھی کمی ہو اور ابھی اسے مزید جہاد کی ضرورت ہو۔ پھر اپنے طریقِ دعا کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرمارہے ہیں کہ جو شخص اپنی تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص کے ساتھ اسے ڈھونڈ رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم اسے بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں۔ پس ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہم نے اپنی عقل کے مطابق، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرلیا ہے کہ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ کہ میری بات پر لَبَّیۡکَ کہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر مکمل عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تمام زور اس بات پر لگا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات پر لَبَّیۡکَ کہنا ہے۔ پورے اخلاص و وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہمیں شکوہ نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو نہیں سنا۔ پس

دعاؤں کی قبولیت کے لیے بھی پہلے اپنی حالتوں کو بدل کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے، جہاد کرنا ضروری ہے۔

بندے نے جہاد کی انتہا کیا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے پر اتنا مہربان ہے کہ اس کی ذرا سی کوشش کو ہی وہ اس کا جہاد سمجھ کر نواز دیتا ہے۔ اس کی رحمانیت جو ہر چیز پر حاوی ہو جاتی ہے تو پھر بندے کا جہاد بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس کو بھی آسان کر دیتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں دو قدم چل کے آتا ہوں، اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ جب وہ چل کر میری طرف آرہا ہوتا ہے، تیز چل کے آرہا ہوتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء......باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللہ تعالیٰ حدیث ۶۸۳۳)

پس خدا تعالیٰ تو ہم پر اتنا مہربان ہے لیکن بات وہی ہے کہ اخلاص و وفا شرط ہے۔ یہ نہیں کہ رمضان میں تو دعویٰ کریں کہ ہم نمازیں پڑھیں گے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں گے، حقوق اللہ بھی ادا کریں گے اور حقوق العباد بھی ادا کریں گے اور رمضان میں یہ کرتے بھی رہیں لیکن رمضان گزرنے کے بعد پھر خدا تعالیٰ کو اور اس کے احکامات کو بھول جائیں۔

دنیاداری ہم پر غالب ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ پر یہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے کہ خدا تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور مَیں نے تو رمضان میں اللہ تعالیٰ کو بہت پکارا ہے لیکن میری دعائیں تو نہیں سنی گئیں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اسے یہ بھی پتہ ہے کہ انسان نے اپنا عہدِ وفا نبھانے کے پہلے بھی وعدے کیے اور توڑ دیے اور اب یہ صرف رمضان میں ہی نیکیوں کی طرف توجہ کر رہا ہے تو پھر ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ سلوک کرتا ہے لیکن یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ ایسے لوگوں کی بھی بعض دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے تا کہ انہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہر وقت جھکے رہنا چاہیے۔ پس اللہ تعالیٰ تو بندے پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ تو اُسے ہر وقت اپنے پیار کی آغوش میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے تو اپنے بندے کے اپنی طرف آنے اور خالص ہو کر اس کی باتیں ماننے کی اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنے گمشدہ بچے کے ملنے کی خوشی ہوتی ہے یا جس طرح ایک مسافر کو ریگستان میں اپنے سامان سے لدے ہوئے اونٹ کے گم جانے کے بعد اس کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ پس یہ مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دے دے کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تو اس طرح خوشی ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد...... حدیث ۵۹۹۹، کتاب الدعوات باب التوبۃ حدیث ۶۳۰۹)

پس یہ ہم ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور پھر شکوہ بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں نہیں سُنیں۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اس رمضان کو خدا تعالیٰ کو پانے کا ذریعہ بنائیں گے۔ اس کے حکموں پر چلنے کی بھر پور کوشش کریں گے۔

جیسے بھی حالات ہم پر گزریں، جتنا لمبا عرصہ بھی ہمیں جہاد کرنا پڑے اللہ تعالیٰ کے پیار اور قرب کو حاصل کرنے کے لیے ہم یہ جہاد کرتے چلے جائیں گے۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ اگر ایسی حالت ہم اپنے پر طاری کرنے والے بن جائیں تو قبولیتِ دعا کے معجزات بھی ہم دیکھنے والے ہوں گے اور یہ باتیں نہیں بلکہ یہ مقام لوگ حاصل کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اس آیت کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گذر گیا ہے اور کچھ شک نہیں کہ برطبق مضمون اس آیت کے ہر یک جو اس عرصہ میں مجاہدہ کرتا رہا ہے وہ وعدہ لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سے حصہ مقسومہ لیتا رہا ہے اور اب بھی لیتا ہے اور آئندہ بھی لے گا‘‘۔

(الحق مباحثہ دہلی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 192)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فیض سے حصہ لینے والے بنیں اور کبھی اپنا جہاد جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جہاد ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کا جہاد ہے، جو قرآن کریم کے سات سو یا زیادہ حکموں پر چلنے کا جہاد ہے، جو ایمان کو کامل کرنے کا جہاد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو حاصل کرنے کا جہاد ہے کبھی اسے کم نہ ہونے دیں۔ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھنے والا قدم ہو اور یہ رمضان ہمارے اس جہاد کا سنگ میل ہو۔

اس مضمون کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ اَور اقتباسات اور حوالے بھی پیش کرتا ہوں۔

یہ ایسا مضمون ہے کہ جس کو بار بار سن کر سمجھنے کی ضرورت ہے اور اگر یہ ہماری زندگیوں کا حقیقت میں حصہ بن جائے تو ایک انقلاب ہم دنیا میں پیدا کر سکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جس طرح ہماری دنیوی زندگی میں صریح نظر آتا ہے کہ ہمارے ہر ایک فعل کے لئے ایک ضروری نتیجہ ہے اور وہ نتیجہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ ایسا ہی دین کے متعلق بھی یہی قانون ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ان دو مثالوں میں صاف فرماتا ہے اَلَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا۔ (العنکبوت:70) فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ (الصّف:6) یعنی جو لوگ اس فعل کو بجا لائے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی جستجو میں پوری پوری کوشش کی تو اس فعل کے لئے لازمی طور پر ہمارا یہ فعل ہو گا کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھاویں گے اور جن لوگوں نے کجی اختیار کی اور سیدھی راہ پر چلنا نہ چاہا تو ہمارا فعل ان کی نسبت یہ ہو گا کہ ہم ان کے دلوں کو کج کر دیں گے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 389)

پس اس کو ایک اَور زاویے سے آپؑ نے پیش فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہماری راہ کو حاصل کرنے کے لیے تم جہاد کر کے ہمارا فیض پاتے ہو تو اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اس کے منفی پہلو بھی ہیں کہ میری راہ پر نہیں چلو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ دعاؤں کا قبول ہونا تو ایک طرف رہا اس کے نتیجہ میں، اللہ کے رستے پر نہ چلنے کے نتیجہ میں تم شیطان کی گود میں گر جاؤ گے اور شیطان کی گود میں گرا ہوا انسان پھر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کرنے والا بن جاتا ہے۔ پس

اس ارشاد میں جہاں خوشخبری ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ انذار بھی دے دیا ہے۔

پھر ایک اور جگہ آپؑ وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’انسان کے دل پر کئی قسم کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ سعید روحوں کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور پاکیزگی اور نیکی کی قوت بطور موہبت عطا فرماتا ہے۔ پھر اس کی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں۔ تب اس کو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے جس کے بعد کسل نہیں۔ اور ایسی تقویٰ دی جاتی ہے کہ جس کے بعد معصیت نہیں۔ اور رب کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے کہ جس کے بعد خطا نہیں۔ مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے۔ اوّل اوّل انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اسفل کی طرف گر جاتا ہے مگر آخر اس کو صادق پاکر طاقتِ بالا کھینچ لیتی ہے۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت اسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ’’اس کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا‘‘ عربی میں ہی آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یعنی نُثَبِّتُهُمۡ عَلَى التَّقۡوٰى وَالۡاِيۡمَانِ وَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَ الۡمَحَبَّةِ وَالۡعِرۡفَانِ۔ وَسَنُيَسِّرُهُمۡ لِفِعۡلِ الۡخَيۡرَاتِ وَتَرۡكِ الۡعِصۡيَانِ۔‘‘ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 صفحہ 626) یعنی ہم ان کو تقویٰ اور ایمان پر ثابت قدم کر دیں گے اور ضرور انہیں محبت اور معرفت کے راستوں کی ہدایت دیں گے اور انہیں نیک اعمال بجالانے اور معصیت کو ترک کرنے کی توفیق دیتے رہیں گے۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا کے حوالے سے ہمیں مختلف پیرائے میں نصائح فرمائی ہیں اور علم و عرفان کے دروازے کھولے ہیں۔ اس حوالے میں جو بیان ہوا ہے انسانی فطرت کا نقشہ کھینچ کر تفصیل بیان فرمائی کہ انسان ایک حالت پر مستقل قائم نہیں رہ سکتا۔ اتار چڑھاؤ انسان کی طبیعت میں آتا رہتا ہے لیکن جو سعید فطرت ہے وہ اپنی کمزوری کی حالت سے بھی سبق حاصل کرتا ہے، توبہ واستغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے اور اپنی کمزوری پر شرمندہ ہو کر پھر اللہ تعالیٰ کی تلاش میں جہاد کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت جوش میں آتی ہے، اس کی بخشش جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے بندے کی طرف دوڑ کر آتا ہے اور اسے پاکیزگی اور نیکی کی قوت عطا فرماتا ہے اور

جب انسان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکیزگی اور نیکی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

ہر قسم کی کمزوری وسستی سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔ وہ تقویٰ پر چلنے والا بن جاتا ہے اور گناہوں سے بچایا

جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی رضا حاصل کرنے والا ایسا انسان بن جاتا ہے کہ پھر اس سے ایسی غلطیاں سرزد ہی نہیں ہوتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لیکن یاد رکھو کہ اس حالت کو حاصل کرنے کے لیے مستقل مزاجی سے محنت کرنی پڑتی ہے۔ عارضی محنت نہیں مستقل محنت کی ضرورت ہے۔ اور پھر یہ نیکیاں اور دعاؤں کی قبولیت کے نظارے زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔ فرمایا یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا بھی ہمیں سکھادی کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ سو انسان کو چاہیے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 20 ایڈیشن 1984ء)

پس اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ یہ دعا بھی ضروری ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت بار بار پڑھنی چاہیے کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ قادیان کا کسی نے ایک واقعہ بیان کیا ہوا ہے کہ کسی بزرگ کی نماز پڑھتے ہوئے کیسی حالت ہوتی تھی۔ وہ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی مسجد مبارک کے ایک کونے میں کھڑے تھے، نماز پڑھ رہے تھے۔ بڑی خشیت طاری تھی، رقت طاری تھی اور بڑی دیر تک ہاتھ باندھ کے کھڑے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے تجسّس پیدا ہوا کہ جا کے دیکھوں کیونکہ ہلکی ہلکی آواز بھی آرہی تھی کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ تو بار بار وہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کو ہی دہراتے چلے جا رہے تھے اور رقّت طاری ہوئی ہوئی تھی۔ تو یہ وہ دعا ہے جو انسان کو اپنی ہدایت کے لیے بہت پڑھنی چاہیے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں‘‘ وہ ان پر ہدایت اور معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے۔ ’’جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ ہم میں ہو کر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بناء پر خدا جوئی اپنا مقصد رکھ کر‘‘ یہ مجاہدہ کرتے ہیں کہ خدا کو ہی ہم نے پانا ہے۔ کوئی خاص دنیاداری کا مقصد نہیں ہوتا۔ اصل چیز خدا کا مقصد ہے۔ اخلاص کے ساتھ خدا کو پانا مقصد ہے فرمایا ’’لیکن اگر کوئی استہزاء اور ٹھٹھے کے طریق پر آزمائش کرتا ہے وہ بدنصیب محروم رہ جاتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’پس اسی پاک اصول کی بنا پر اگر تم سچے دل سے کوشش کرو اور دعا کرتے رہو تو وہ غفورٌ رحیم ہے لیکن اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی پروا نہیں کرتا وہ بے نیاز ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 439 ایڈیشن 1984ء) یعنی اللہ تعالیٰ کو بھی تمہاری کوئی پروا نہیں ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’جس قدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اول انسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے۔‘‘ جو بھی دنیا کے کاروبار ہیں پہلے انسان کو کوشش کرنی پڑتی ہے دنیا کے کاموں میں بھی تم دیکھ لو۔ یہی مثال ہے دنیا میں۔ ’’جب وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا۔ پس کوشش کرنی چاہئے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 224 ایڈیشن 1984ء)

پس جب ہم دنیاوی چیزوں کے حصول کے لیے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور اس کے لیے کوشش کرتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کو پانے کے لیے، پانے کے راستوں کے لیے انتہائی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ کیوں یہ سمجھتے ہیں کہ ذرا سا ہم نے منہ سے کہا اور اللہ تعالیٰ ہمیں مل جائے گا یا ہماری دعائیں قبول کر لے گا۔ پس یہاں پھر وہی بات آگئی کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ پہلے اپنے جائزے لیں۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے تن آسانی ہو اور دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے محنت کے اصول کو سامنے رکھا جائے۔ یہ اصول پھر ہر جگہ چلے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور جگہ اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے محنت کی ضرورت ہے فرماتے ہیں کہ ’’جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس طرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا! ہماری مدد کر تو فضل الٰہی وارد نہیں ہو گا اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 225 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ قانونِ قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے بھی یہ ضروری ہے۔ جس طرح دانہ ڈال کر ایک زمیندار بیٹھا نہیں رہتا اسی طرح یہاں بھی انسان کو صرف یہ لے کے کہ میں ایمان لے آیا، میں نے مان لیا، بیٹھ جانے سے کچھ نہیں ہو گا بلکہ کوشش کرنی ہو گی۔ اپنے ایمان کے پودوں کی نگہداشت کرنی ہو گی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف رجوع کرے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہاں تک بس چل سکے وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اس کی کوشش اس کے اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچے گی تو وہ خدا تعالیٰ کے نور کو دیکھ لے گا۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا میں‘‘ فرمایا کہ اس میں ’’اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اسے بجا لائے یہ نہ کرے کہ اگر پانی 20 ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے۔‘‘ بیس فٹ یا تیس فٹ کھودنے سے پانی نکلتا ہے تو دو چار فٹ کھود کے بیٹھ جائے کہ پانی نہیں نکلا۔ فرمایا کہ

’’ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہارے۔

پھر اس امت کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لے گا تو سب وعدے قرآن شریف کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔‘‘ جو ہمت کے ساتھ پورے طور پر دعا اور تزکیہ نفس سے کام لے گا اس کے ساتھ قرآن شریف کے سب وعدے پورے ہو کر رہیں گے۔ ’’ہاں جو خلاف کرے گا وہ محروم رہے گا کیونکہ اس کی ذات غیور ہے۔ اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے لیکن اس کے دروازے تنگ بنائے ہیں۔ پہنچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔‘‘ محنت کرنی پڑتی ہے۔ ’’لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں ’’حتی کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کرنا پسند نہیں کرتے۔ جب تک اس کی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں‘‘ یعنی جب بندے کی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں تو ادھر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی رحمت کے آثار نہیں ظاہر ہوتے‘‘ فرمایا کہ ’’تو ادھر سے رحمت کے آثار کیسے ظاہر ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 291 ایڈیشن 1984ء) گے پھر؟ پس یہ ان لوگوں کے سوال کا جواب ہے جو پھر وہی بات کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔ گویا وہ خدا تعالیٰ کو پابند کر رہے ہیں کہ ہم آئیں گے بھی خدا تعالیٰ کے پاس اپنی مرضی سے اور جب ضرورت ہو گی اس وقت آئیں گے اور خدا تعالیٰ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ ہمارا پابند ہے کہ ہم جو کہیں اور جیسا چاہیں وہ ہماری دعا قبول کر لے لیکن یہ بات تو وہ دنیا کے قانون اور تعلقات میں بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں ہوتا پھر خدا تعالیٰ کے معاملے میں یہ توقع کیوں ہے کہ جس طرح ہم چاہیں وہ ہو جائے اور بغیر محنت کے ہو جائے۔ پس یہاں یہی فرمایا کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ تو پھر دیکھو اس کے پیار کے نظارے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے۔‘‘ نہروں کے بغیر، پانی کے بغیر کوئی باغ ہو۔ ’’جو درخت لگایا جاتا ہے اگر مالک اس کی آبپاشی کی طرف توجہ نہ کرے تو ایک دن خشک ہو جائے گا۔ اسی طرح ایمان کا حال ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا یعنی تم ہلکے ہلکے کام پر نہ رہو بلکہ اس راہ میں بڑے بڑے مجاہدات کی ضرورت ہے۔ نفس کو بیل سے مشابہت دی گئی ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 صفحہ 631)

پس اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ کہ مجھے پکارنے والے مجھ پر ایمان لائیں تو ایمان یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے باغ کی پرورش اور نگہداشت کرنے کا اپنے بندوں کو فرماتا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ پودوں کو بھی اگر ہم باقاعدگی سے نہ دیکھیں، ان کا خیال نہ رکھیں تو وہ سوکھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر ایمان کے باغ کو کس طرح ہم بغیر نگہداشت کے چھوڑ سکتے ہیں۔ پھر ایک اور زاویے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس راہ میں

پیمبر کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ہوگا۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں بلکہ جان دینے کے لئے تیار رہنا اس کا کام ہے۔

سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ25 ایڈیشن 1984ء)

پس ہم نے جب اپنے عہد بیعت میں یہ عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو پھر اس عہد پر قائم رہنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ دین ہم سے کیا چاہتا ہے جس کو ہم نے مقدم رکھنا ہے اور پھر اس پر مستقل مزاجی سے قائم بھی رہنا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے موافق (وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں) خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو۔‘‘ اعتقاد شرک اور بدعت سے ملوث ہو ’’تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب ہوں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 صفحہ 632)

پس ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہیے کہ کیا ہم اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہوں کی تلاش کر رہے ہیں اور ہمارے دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو چکے ہیں؟

پھر

توبہ و استغفار کی طرف توجہ

دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’توبہ استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا۔ پوری کوشش سے اس کی راہ میں لگے رہو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی سے بخل نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 107)

فرمایا کہ ’’بموجب تعلیم قرآن شریف ہمیں یہ امر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے کرم، رحم، لطف اور مہربانیوں کی صفات بیان کرتا ہے اور رحمان ہونا ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف فرماتا ہے کہ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40) اور وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا فرما کر اپنے فیض کو سعی اور مجاہدہ میں منحصر فرماتا ہے نیز اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ہمارے واسطے ایک اسوۂ حسنہ اور عمدہ نمونہ ہے۔ صحابہ کی زندگی میں غور کر کے دیکھو بھلا انہوں نے محض معمولی نمازوں سے ہی وہ مدارج حاصل کر لئے تھے؟ نہیں بلکہ انہوں نے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے واسطے اپنی جانوں تک کی پروا نہیں کی اور بھیڑ بکریوں کی طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے جب جا کر کہیں ان کو یہ رتبہ حاصل ہوا تھا۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’اکثر لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں وہ یہی چاہتے ہیں کہ ایک پھونک مار کر ان کو وہ درجات دلا دیئے جاویں اور عرش تک ان کی رسائی ہو جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 205 ایڈیشن 1984ء) یہ نہیں ہو سکتا۔

پس بیشک اللہ تعالیٰ رحیم و کریم بھی ہے لیکن ساتھ ہی اس نے کامل الایمان بننے والے لوگوں کے لیے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ وہ اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے مقام اونچے کرتا چلا جاتا ہے۔ قبولیت دعا کے بھی وہ نظارے دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کے بھی پہلے سے بڑھ کر نظارے دیکھتے ہیں جو صحابہ نے دیکھے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں وہ لوگ ایسے ڈوبے جس کی مثال نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے بھی گئے تو پھر وہ جنتوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوشخبری پانے والے بھی بن گئے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’جو لوگ خدا میں ہو کر خدا کے پانے کے واسطے تڑپ اور گدازش سے کوشش کرتے ہیں ان کی محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی اور ضرور ان کی راہبری اور ہدایت کی جاتی ہے۔ جو کوئی صدق اور خلوص نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی طرف راہنمائی کے واسطے بڑھتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ تدبر کرے اور حق طلبی کی سچی تڑپ اور پیاس اپنے اندر پیدا کرے۔ معلومات کے وسیع کرنے کی جو سبیل اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے ان پر کاربند ہو۔ خدا بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اس شخص سے جو خدا سے لاپروائی کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 284 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔‘‘ کوشش کرو۔ ’’نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 188 ایڈیشن 1984ء) پس یہ وہ طریق ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے پانے کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں اور پھر دعاؤں کی طرف توجہ بھی دلاتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’انسان کو چاہئے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کر کے اس سے نکلنے کے لئے کوشش کرے۔‘‘ اس زندگی کو سب کچھ نہ سمجھو بلکہ یہ دنیاداری جو ہے اسے عارضی زندگی اور گندی زندگی سمجھو ’’اور دعا سے کام لے کیونکہ جب وہ حق تدبیر کا ادا کرتا ہے اور پھر سچی دعاؤں سے کام لیتا ہے تو آخر اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دیتا ہے اور وہ گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے کیونکہ دعا بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک موت ہی ہے۔ جب اس موت کو انسان قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہے بچا لیتا ہے اور اس کو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’بہت سے لوگ دعا کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ دعا یہی نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور جو کچھ آیا منہ میں سے کہہ دیا۔ اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ دعا زی ایک منتر کی طرح ہوتی ہے۔ نہ اس میں دل شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔

یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔

اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔‘‘

فرماتے ہیں کہ ’’یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اول اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجاتِ ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں‘‘ یعنی انسان کی دوسری دنیاوی ضرورتوں کے لیے ہوتی ہیں ’’وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے۔‘‘ ’’سب سے بڑی دعا یہی ہے کہ انسان اپنے لیے دعا کرے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے‘‘ ’’اور خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور راستباز ٹھہرایا جاوے۔ یعنی اول اول جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہیں ان کا دور ہونا ضروری ہے۔ جب وہ دور ہو گئے تو دوسرے حجابوں کے دور کرنے کے واسطے اس قدر محنت اور مشقت کرنی نہیں پڑے گی کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہو کر ہزاروں خرابیاں خود بخود دُور ہونے لگتی ہیں اور جب اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اس کا متکفل اور متولی ہوتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کو مانگے اللہ تعالیٰ خود اس کو پورا کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک سرّ ہے جو اس

وقت کھلتا ہے‘‘ یہ بڑا باریک راز ہے اور یہ راز اس وقت کھلتا ہے ’’جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اس سے پہلے اس کی سمجھ میں آنا بھی مشکل ہوتا ہے لیکن یہ ایک عظیم الشان مجاہدہ کا کام ہے کیونکہ دعا بھی ایک مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ جو شخص دعا سے لاپروائی کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا اور اس سے دور ہو جاتا ہے۔ جلدی اور شتاب کاری یہاں کام نہیں دیتی۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے۔ سائل کا کام نہیں ہے کہ وہ فی الفور عطانہ کئے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 406-407 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس رمضان کو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق جوڑنے والا بنا دے۔ اس کی باتوں پر عمل کرنے والا بنا دے۔ اس پر کامل ایمان لانے والا بنا دے۔ قبولیتِ دعا کے نظارے ہمیں دیکھنے والا بنا دے اور یہ حالت ہمیشہ قائم رہنے والی ہو۔ رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی ہم اللہ تعالیٰ کا خالص عبد بننے کا کردار ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایسے راستے دکھائے جن سے ہم کبھی بھٹکنے والے نہ ہوں اور ہمیشہ اس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ ہم زمانے کے امام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو پاکر کبھی اس سے محروم رہنے والے نہ بنیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کا یہ انعام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین اور دشمنوں کے شر سے ہمیشہ ہمیں محفوظ رکھے۔ ہماری دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے دشمنوں کے شر اُن پر الٹائے۔ جماعت کی ترقی کے سامان ہمیشہ پیدا فرماتا رہے۔ پس اس رمضان کو اپنی مقبول دعاؤں کا ذریعہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا کے حالات کے لیے بھی دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہ کاریوں سے بچائے اور ان کو عقل دے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں۔

نماز جمعہ کے بعد میں ایم ٹی اے کی

ایک سائٹ کا بھی اجرا کروں گا جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے ویب سائٹ بنائی ہے۔ اس کی موبائل ایپلیکیشن بنائی ہے

جس میں تین سو تیرہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق میرے خطبات جمعہ کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ اس ویب سائٹ پر احباب یہ خطبات جمعہ دیکھنے کے ساتھ ساتھ بدری صحابہ کے متعلق بنائی گئی پروفائلز پڑھ سکتے ہیں اور جہاں تک کسی نے مشاہدہ اور مطالعہ کیا ہوا ہوگا اس کو بُک مارک (book mark) بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر صحابی کے متعلق سوال و جواب کا ایک کوئز موجود ہے۔ ویب سائٹ پر متعلقہ مفید نقشے بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ ناموں اور مشکل الفاظ کا عربی تلفظ بھی سنا جا سکتا ہے۔ اب تک کی اپلوڈ کی گئی معلومات کے علاوہ آئندہ آنے والی نئی معلومات اور ویڈیوز بھی ہر ہفتے اس میں جاری کی جائیں گی۔ ویب سائٹ کا جو پتہ ہے وہ یہ ہے کہ

www.313companions.org

جیسا کہ میں نے کہا کہ نماز کے بعد اس کا اجراء ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی لوگوں کے لیے فائدے کا موجب بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 اپریل 2022ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمانِ خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمانِ خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

ہے اور ’’مفسرین کہتے ہیں کہ چونکہ یہ واقعہ مدینہ میں ہوا تھا اس لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس مدنی ہیں۔ بہرحال ترجیح اسی کو دی گئی ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں‘‘ یعنی مدینہ میں نازل ہوئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ یہ لکھتے ہیں کہ ’’یہ مفسرین کا ایک استدلال ہے۔ تاریخی شہادت نہیں۔ گو ہمارے پاس بھی ایسی کوئی یقینی شہادت نہیں کہ جس کی بناء پر ہم کہہ سکیں کہ یہ مکی سورۃ ہے۔ مگر جو استدلال کیا گیا ہے وہ بھی بودا ہے‘‘ فضول قسم کا یہ استدلال ہے ’’کیونکہ خواہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوتی تب بھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کے موقع پر اس کو پڑھ کر اپنے اوپر پھونک سکتے تھے۔ پس محض پھونکنے سے یہ سمجھنا کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی تھی یہ استدلال درست نہیں۔‘‘

...رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا اور لوگوں کا یہ سمجھنا کہ آپ پر یہودیوں کی طرف سے جادو کیا گیا ہے یہ واقعہ جن الفاظ میں روایت کیا گیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں حضرت مصلح موعودؓ نے یہ الفاظ اسی سورۃ کے تعارف میں بیان کرتے ہوئے لکھے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ...چونکہ مفسرین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ترجیح دی ہے اس لیے ہم صرف اسی روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کی طرف سے جادو کیا گیا اور اس کا اثر یہاں تک ہوا کہ آپؐ بعض اوقات یہ سمجھتے تھے کہ آپؐ نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔ ایک دن یا ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ پھر دعا کی اور پھر دعا کی۔ پھر فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ سے جو کچھ میں نے مانگا تھا وہ اس نے مجھے دے دیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ وہ کیا ہے۔ جو آپؐ نے مانگا تھا؟ کیا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ پھر وہ شخص جو میرے سر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے پاؤں کے پاس بیٹھنے والے کو مخاطب کر کے کہا یا غالباً یہ فرمایا (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں یا یہ کہا) کہ پاؤں کے پاس بیٹھنے والے نے سر کے پاس بیٹھنے والے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ) ﷺ کو کیا تکلیف ہے؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ کس نے جادو کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ لَبِیْدْ بن الْاَعْصَمْ یہودی نے۔ تب پہلے نے کہا کہ کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ کنگھی اور سر کے بالوں پر جو کھجور کے خوشہ کے اندر رہیں۔ پہلے نے پوچھا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ تو دوسرے نے کہا یہ ذی اروان کے کنوئیں میں ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اپنے صحابہؓ سمیت اس کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو پھر فرمایا اے عائشہ! اللہ کی قسم!! کنوئیں کا پانی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے مہندی کے نچوڑ کی طرح سرخ ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آگے اس کی وضاحت لکھی ہے کہ (معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں میں یہ رواج تھا کہ جب وہ کسی پر جادو ٹونہ کرتے تھے تو مہندی یا اسی قسم کی کوئی اور چیز پانی میں ڈال دیتے تھے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ جادو کے زور سے پانی کو سرخ کیا گیا ہے) ایک ظاہری تدبیر وہ کیا کرتے تھے سادہ لوگوں کو بہکانے کے لیے اور وہاں پھر آپؓ نے فرمایا اور وہاں کی کھجوریں ایسی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جیسے شیاطین یعنی سانپوں کے سر (اس میں کھجور کے گابھوں کو سانپوں کے سروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یعنی کھجوریں گابھوں والی تھیں) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے اس چیز کو جس پر جادو کیا گیا تھا جلا کیوں نہ دیا؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے جب اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی تو میں نے ناپسند کیا کہ کوئی ایسی بات کروں جس سے شر کھڑا ہو... اس لیے میں نے حکم دیا کہ ان اشیاء کو دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کو دبا دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ جن دو مردوں کا ذکر آتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو فرشتے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے۔ اگر وہ انسان ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی نظر آجاتے۔ آپؓ فرماتے ہیں روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی گئی ہے اس کا صرف اتنا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ سے خبر دی کہ یہودیوں نے آپؐ پر جادو کیا ہوا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح جادو کا اثر تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو بھی گیا تھا۔ پھر آپؓ کہتے ہیں کہ بہرحال ...جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جادو ٹونے کی چیزیں نکال کر زمین میں دفن کر دیں تو یہودیوں کو خیال ہو گیا کہ انہوں نے جو جادو کیا تھا وہ باطل ہو گیا ہے ختم ہو گیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو صحت بھی عطا فرما دی۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہودی یہ یقین رکھتے تھے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا ہے۔ اس وجہ سے طبعی طور پر ان کی توجہ اس طرف مرکوز ہوئی کہ آپؐ بیمار ہو جائیں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ...اس روایت سے جہاں یہودیوں کے اس عناد کا پتہ چلتا ہے جو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا وہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ان تمام باتوں کا علم دے دیا گیا جو یہودی آپؐ کے خلاف کر رہے تھے۔ پس آپؐ کو غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا اور یہودیوں کا اپنے مقصد میں ناکام رہنا آپؐ کے سچا رسول ہونے کی واضح اور بین دلیل ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 539 تا 542)

بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح نتیجہ نکالا ہے وہی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں نے اپنے زعم میں جادو کیا لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور بیماری جو بھولنے کی بیماری تھی یا جو بھی بیماری تھی اس کی کچھ اَور وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی اس کارروائی سے آگاہ فرما کر ظاہری طور پر بھی ان کا جو خیال تھا کہ انہوں نے جادو کیا ہے اس کو بھی ناکام کر دیا اور یہودی جو آپؐ کی بیماری کو دیکھ کر اپنے زعم میں خوش ہو رہے تھے یا یہ مشہور کر دیا تھا، یہ باتیں کرتے تھے کہ ہمارے جادو کا اثر ہے جو یہ بیماری چل رہی ہے اس کی حقیقت ظاہر ہو گئی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ مارچ 2019ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ایم۔ایم۔طاہر

سابق مینیجر کریم نگر فارم سندھ

مولوی محمد عبداللہ پیر کوٹی مرحوم واقف زندگی کا ذکر خیر

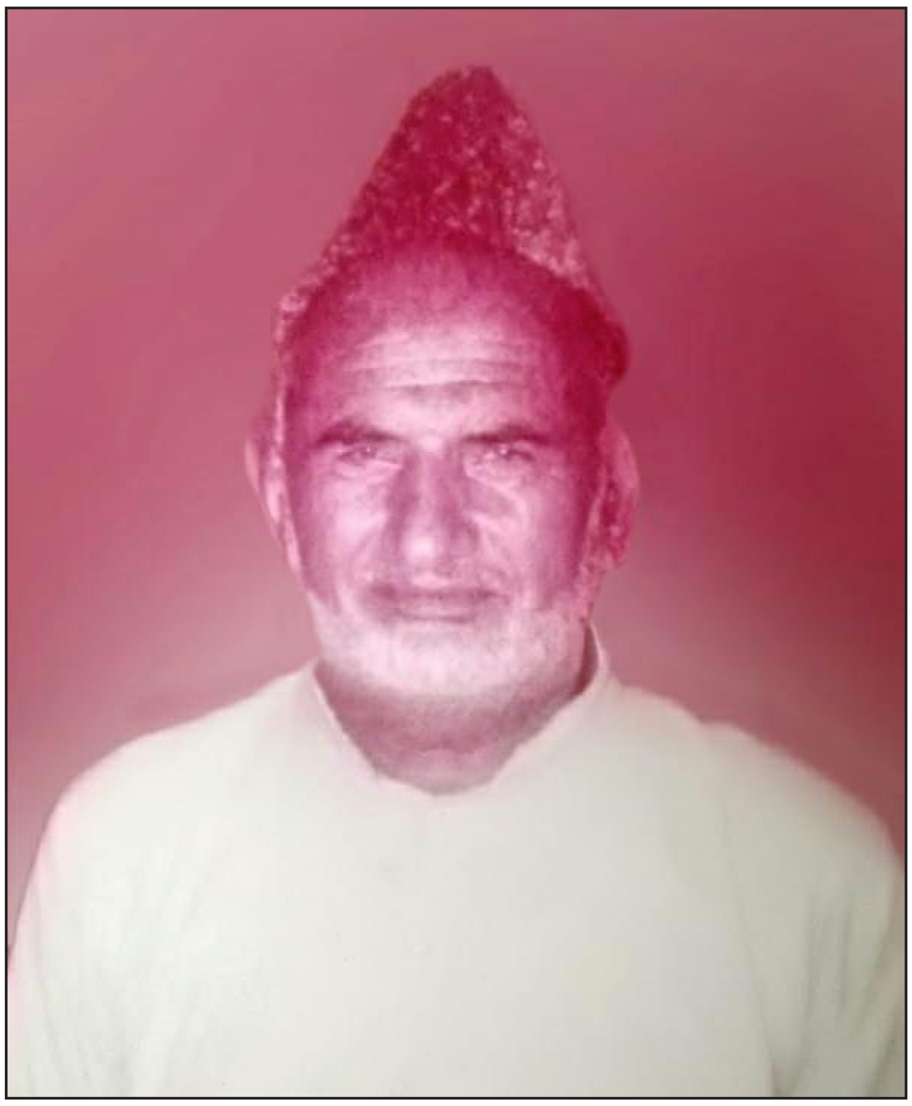

سابق مینیجر تحریک جدید زرعی فارم کریم نگر سندھ محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب پیر کوٹی واقف زندگی کی پیدائش 1915ء میں پیر کوٹ ثانی ضلع گوجرانوالہ (موجودہ ضلع حافظ آباد) میں ہوئی۔ آپ 28 ستمبر 1990ء کو 75سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی انتظامی صلاحیتوں سے نوازا۔ آپ ایک بارعب اور عالم با عمل شخصیت کے حامل تھے۔

خاندانی تعارف اور احمدیت

محترم نانا جان مولوی محمد عبداللہ صاحب نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں آنکھ کھولی اور صحابہ کی نیک صحبت میں ہی پروان چڑھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے والد محترم حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی اور دادا حضرت میاں امام الدین صاحب پیر کوٹی نے پیر کوٹ سے قادیان جانے والے پہلے وفد 1898ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد 1903ء میں آپ کے تایا حضرت میاں نور محمد صاحب اور چچا حضرت حافظ محمد اسحاق صاحب بھی بیعت حضرت مسیح موعودؑ سے مشرف ہوئے تھے۔ (یاد رہے کہ پیر کوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی دوست حضرت مولوی محمد جلال الدین صاحب نے 1890ء میں بیعت کی سعادت حاصل کر لی تھی اور یہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کے سسر تھے۔)

مولوی محمد عبداللہ صاحب کے والد محترم حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی (وفات 1972ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) صاحب کشف و رؤیا بزرگ تھے۔ آپ پیر کوٹ میں امام الصلوٰۃ بھی تھے۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حافظ محمد اسحاق صاحب اور تینوں بیٹوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجا۔ آپ کی بہت خواہش تھی کہ آپ کی اولاد خدمت دین میں لگ جائے۔ چنانچہ آپ کے دو بیٹوں (1) مولوی محمد عبداللہ صاحب اور (2) مولانا سلطان احمد پیر کوٹی صاحب کو وقف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

مولوی محمد عبداللہ صاحب نے پرائمری تک تعلیم قریبی گاؤں مانگٹ اونچے سے حاصل کی۔ مانگٹ اونچے پرائمری سکول میں داخلہ کے بارہ میں آپ کے بڑے بھائی میاں محمد اسماعیل صاحب پیر کوٹی مرحوم کی روایت ان کے پوتے مکرم اسلام احمد شمس صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ محمد عبداللہ صاحب کو داخل کروانے مانگٹ اونچے گئے تو استاد نے الگ لے جاکر انہیں کہا میں اس لڑکے کو داخل نہیں کرسکتا کیوں کہ اس کی عمر زیادہ ہے اور قد میں بھی مجھ سے بڑا ہے اگر میں اسے کوئی سزا دوں تو کہیں ردعمل نہ دکھائے۔ میاں اسماعیل صاحب نے کہا آپ اس کی فکر نہ کریں۔ میرا بھائی آپ کا ہمیشہ تابعدار رہے گا۔ چنانچہ آپ نے تابعداری اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی تعلیم حاصل کی اور استاد کا ادب و احترام کرتے رہے۔

آپ کے گھر کا ماحول دینی اور علمی تھا۔ آپ کے والد محترم قادیان سے اخبارات اور کتب سلسلہ منگوایا کرتے تھے۔ چنانچہ بچپن ہی سے آپ کو جماعتی لٹریچر کے مطالعہ کی عادت پڑ گئی جس کے نتیجہ میں آپ کا علمی معیار بلند ہو گیا۔ عیسائیت کا اس علاقے پر بہت اثر تھا۔ آپ کا عیسائیت کے بارے میں مطالعہ وسیع تھا اور آپ عیسائی منادوں کے ساتھ حکیم عبدالعزیز صاحب آف چک چٹھہ کے ہمراہ مناظرے بھی کیا کرتے تھے۔

آپ کے والد محترم نے آپ کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروادیا۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ میں چھٹی تک تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم آپ کی شادی ہو گئی اور پھر بچوں کی پیدائش اور ان کی پرورش کی وجہ سے مالی مشکلات کے پیش نظر تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور گاؤں آکر کھیتی باڑی شروع کردی۔ آپ کو تبلیغ کا شوق تھا۔ مناظرے بھی کیا کرتے اور چونکہ مدرسہ احمدیہ قادیان سے بھی چند سال پڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مولوی محمد عبداللہ کے نام سے جانے جاتے تھے۔

آپ کے چھوٹے بھائی مولانا سلطان احمد پیر کوٹی صاحب اپنی کتاب ’’رفقاء پیر کوٹ ثانی‘‘ میں آپ کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں۔

’’میرے منجھلے بھائی مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب واقف زندگی مرحوم گو دینی تعلیم تو مکمل نہ کر سکے لیکن دینی خدمت کی توفیق ملی۔ پہلے کئی سال تک مقامی جماعت کے سیکرٹری مال رہے۔ دعوت الی اللہ کا نہیں بہت شوق تھا۔ پادریوں اور علماء کا مقابلہ بڑی جرأت سے کرتے اور بڑی کامیابی سے ان سے دینی گفتگو کرتے۔ بعض مناظرے بھی آپ نے کئے۔ بعد میں دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کی اور سندھ میں سلسلہ کی زمینوں پر پہلے منشی اور پھر مینیجر کی حیثیت سے 35 سال تک کام کیا۔‘‘

(رفقاء پیر کوٹ ثانی صفحہ 39-40)

وقف کی سعادت

حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں جب وقف کی تحریک فرمائی تو آپ نے اس پر لبیک کہتے ہوئے وقف کر دیا۔ 1944ء میں آپ نے معاہدہ وقف پر کیا۔ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے آپ کا تقرر سندھ کے لئے تجویز فرمایا۔ آپ 9 نومبر 1944ء کو قادیان دفتر میں حاضر ہوئے اور سندھ کی زمینوں پر آپ کو بھجوانے کے احکامات ملے۔ کچھ نجی مجبوریوں کی وجہ سے آپ نے کچھ مہلت کی درخواست کی چنانچہ 3 فروری 1945ء کو آپ مرکز حاضر ہو گئے اور آپ کو محمد آباد اسٹیٹ میں بطور منشی بھجوا دیا گیا۔

آپ کے وقف کے حوالے سے اسلام احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نے ایک روایت حکیم عبدالرشید ارشد صاحب (سابق مربی انڈونیشیا) آف علی پور ضلع مظفر گڑھ کی بیان کی ہے۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ جس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ میں جماعت کی زمینوں پر خدمت کے لئے وقف کی تحریک فرمائی تھی اس وقت وہ بھی مسجد اقصیٰ قادیان میں موجود تھے۔ تحریک فرمانے کے بعد مولوی محمد عبداللہ صاحب کے والد حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی نے اپنے بیٹے محمد عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور حضور کی خدمت میں وقف کے لئے پیش کر دیا۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب نے تحریک جدید کے تحت 1945ء سے 1981ء تک پہلے بطور منشی اور پھر بطور مینیجر کریم نگر فارم خدمت کی۔ 1950ء سے 1954ء تک احمد آباد، 1954ء تا 1964ء بشیر آباد، 1965ء تک نور نگر اور 1965ء تا 1980ء کریم نگر فارم پر خدمات بجا لاتے رہے۔ آخری ایک ڈیڑھ سال آپ لطیف نگر اور محمد آباد میں بھی خدمت پر مامور رہے۔ اور پھر خرابی صحت کی بنا پر آپ ریٹارمنٹ کے بعد ربوہ آگئے۔

اسیری کی سعادت

ایک جماعتی مقدمہ میں 1947ء سے 1949ء کے دوران آپ تقریباً دو سال اسیر رہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 21 جون 1947ء کو نور نگر کے نواحی علاقے میں مقامی مزارعین سے الجھاؤ میں بختاور نامی ایک معمر خاتون ہلاک ہوگئیں۔ جس کے نتیجہ میں جماعتی کارکنان کے خلاف مقدمہ دائر ہو گیا اور گیارہ احمدی گرفتار ہو گئے۔ ان میں مولوی محمد عبداللہ صاحب بھی شامل تھے۔ بھٹو دور کی زرعی اصلاحات کے بعد جب ہاریوں میں زمینیں الاٹ ہوئیں تب سے نور نگر اور صادق پور کے قریب ایک گوٹھ ’’مائی بختاور شہید‘‘ کے نام سے اسی متوفیہ خاتون کے نام سے آباد ہے۔ اسیروں کی قربانی رنگ لائی اور اللہ تعالیٰ نے انہی مخالفین میں سے قطرات

محبت ٹپکادیئے اور مائی بختاور کے ایک پوتے خان محمد لاشاری صاحب کو 1984ء میں آغوشِ احمدیت میں ڈال دیا۔ الحمد للہ وہ مخلص احمدی ہیں اور ان کی نسل احمدیت کے نور سے منور ہے۔ خان محمد لاشاری صاحب گورنمنٹ ٹیچر ریٹائرڈ ہیں اور ان کے بیٹے ذیشان لاشاری صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مربی سلسلہ ہیں۔

ان اسیران کی قسمت اس وقت جاگ اٹھی جب ان کا آقا ان سے ملاقات کے لئے جیل پہنچ گیا۔ 1948ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دورہ سندھ پر تشریف لائے اور 15 فروری 1948ء کو آپ اسیران کی ملاقات کے لئے میر پور خاص جیل تشریف لے گئے۔ اس ملاقات کا احوال اور حضرت صاحب کی نصائح روزنامہ الفضل نے ان الفاظ میں درج کی ہیں۔

”چھ بجے شام کے قریب حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میر پور خاص کے بعض محبوس احمدیوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ احمدی دوست جن میں سے اکثر واقف زندگی ہیں عرصہ چھ سات ماہ سے محمد آباد اسٹیٹ کی زمین میں ایک فساد کے سلسلہ میں زیر الزام ہیں۔ حضور کے تشریف لے جانے پر افسر صاحب کے حکم کے مطابق سب ماخوذین کو برآمدہ میں لائے جانے کی اجازت دی گئی۔ اس جگہ پر سب دوستوں نے یکے بعد دیگرے حضور سے مصافحہ کیا۔ سب دوست اچھی صحت کی حالت میں پائے گئے سوائے خالد صاحب کے جو کچھ نحیف معلوم ہوتے تھے۔

مصافحہ کرنے کے بعد حضور نے ان سے مخاطب کرتے ہوئے اول دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھنے میں سہولت ہے یعنی وضو وغیرہ کے لئے پانی مل جاتا ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ نماز کی سہولت ہے۔ ہم نماز ادا کر لیتے ہیں۔ وضو کے لئے قریب کی جگہ سے پانی لے آتے ہیں۔ پھر حضور نے فرمایا ماہ رمضان میں بھی آپ اس جگہ تھے۔ روزے رکھ سکے تھے یا نہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ ہم نے رمضان کے روزے رکھے تھے۔ ہم شام کو ہی دونوں وقت کا کھانا پکا لیا کرتے تھے کیونکہ سحری کے وقت آگ وغیرہ جلانے کی اجازت نہ تھی۔ پھر کچھ سکوت کے بعد حضور نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر فرمائی جس کا ملخص اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ آپ لوگوں کو استغفار اور دعا کرتے رہنا چاہئے اور یہ کبھی خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہم بے قصور ہیں خواہ موجودہ الزام غلط ہی ہو۔۔۔ آپ اس وقت جس حالت میں ہیں وہ بیشک تکلیف دہ ہے کیونکہ قید میں ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی آزادی سے محروم ہیں لیکن آپ لوگوں کو راضی برضا رہنا چاہئے۔ اور اس حالت کو خوشی سے برداشت کرنا چاہئے۔ دنیا میں کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ وہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کی قید ان پر وارد ہے۔ وہ آپ لوگوں کی نسبت بدرجہا سخت قید میں ہیں مگر پھر بھی وہ اپنی زندگی کو بسر کر رہے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ ان کی زندگی ختم کر دی جائے۔

آپ لوگوں پر جو یہ حالت آئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی آئی ہے۔ آپ کو اس کا فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ جب اس حالت سے آپ لوگ باہر آئیں تو آپ کی حالت وہ نہ ہو جو داخل ہونے کے وقت تھی۔ بلکہ اپنے نفس کی اصلاح کی اعلیٰ درجہ کی حالت میں آپ لوگ باہر آئیں۔ اور ایسے پاک اور صاف ہو کر نکلیں کہ جس سے دنیا کو روحانی نفع پہنچے۔“

(روزنامہ الفضل 27 فروری 1948ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے جہاں اپنے اسیران کی حوصلہ افزائی کے لئے جیل میں تشریف لا کر ملاقات کی وہاں ان کی تربیت کا بھی جائزہ لیا اور موقع محل کے مطابق قیمتی نصائح سے بھی نوازا۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب کو قید با مشقت کی سزا تھی۔ تاہم آپ سے جسمانی مشقت نہیں لی گئی بلکہ آپ کی مشقت یہ تھی کہ آپ کی ڈیوٹی قیدیوں کو نماز اور قرآن کریم پڑھانے پر لگ گئی یوں آپ کو اسیری میں بھی ثواب کمانے کے مواقع اللہ تعالیٰ نے عطا کر دیئے۔ یہ تین سال کی قید تھی مگر دو سال سے کچھ زائد عرصہ آپ قید رہے اور اگست 1949ء میں رہا ہو گئے۔ اسیری کے زمانے میں آپ کے بزرگ والد حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹیؓ بھی چند ماہ کے لئے آپ کے بچوں کے پاس سندھ آ کر قیام پذیر رہے۔

(رفقاء پیر کوٹ ثانی صفحہ 42)

احمدی اسیران قید و بند کے دوران بلند احمدی کردار کے ذریعہ دوسروں کو متاثر کرنے کا موجب بنے۔ اس کیس میں مخالف فریق کے ایک وکیل جناب عبدالشکور ایڈووکیٹ آف حیدر آباد علیگڑھ سے فارغ التحصیل تھے۔ وہ جماعتی کیریکٹر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہیڈ ماسٹر محمد صدیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ سن پچاس کی دہائی میں مذکورہ بالا وکیل نے اپنی بچیوں کو ٹیوشن پڑھانے کے لئے ایک احمدی ہیڈ ماسٹر رحمت اللہ صاحب سابق امیر جماعت حیدر آباد شہر سے درخواست کی کہ انہیں اپنی بچیوں کے لئے استاد کی ضرورت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ احمدی ہو۔ چنانچہ ماسٹر رحمت اللہ صاحب نے ہیڈ ماسٹر محمد صدیق صاحب کا نام تجویز کیا اور انہوں نے ان کی بچیوں کو ٹیوشن پڑھائی۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب اپنی جماعتی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ امام الصلوٰۃ کی ذمہ داری بھی ادا کرتے رہے۔ آپ کی قرأت بہت اچھی تھی اور آواز رعب دار اور بلند تھی۔ علمی ذوق اور مطالعہ کرتے تھے جس سے آپ خطبات و تقاریر کے ذریعہ احباب جماعت کو بھی مستفیض کرتے رہے۔ ذیلی تنظیم انصار اللہ میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ چنانچہ 1979ء میں آپ ناظم انصار اللہ ضلع تھر پارکر کے طور پر بھی خدمات بجا لاتے رہے۔

(تاریخ انصار اللہ جلد دوم صفحہ 334)

پیشہ وارانہ مہارت

وقف سے قبل آپ اپنے گاؤں میں شعبہ زراعت سے وابستہ تھے یوں آپ کو کھیتی باڑی کا وسیع تجربہ تھا اور پھر آپ وقف کے بعد تو باقاعدہ زراعت کی نگرانی پر متعین ہو گئے۔ آپ نے اپنے تجربہ اور انتظامی صلاحیتوں سے جماعتی زرعی فارمز کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرتے ہوئے پیداوار میں خوب اضافہ کیا اور متعدد بار آپ نے زائد پیداوار ہونے کے انعامات بھی اپنے افسران بالا سے حاصل کئے۔

آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر صفی اللہ صاحب سابق امیر ضلع میانوالی بیان کرتے ہیں کہ آپ جب بشیر آباد فارم پر متعین تھے تو وہاں کپاس کاشت کروائی تھی۔ کپاس کی بہت عمدہ فصل ہوئی۔ اس دوران مرکز سے متعلقہ افسر نے دورہ کیا تو انہوں نے دیکھا کہ کپاس کے بعض پودے کھیت کے بنّوں (یعنی باڈر لائن) پر بھی اُگے ہوتے ہیں اور آپ نے ان کو نہیں نکلوایا کیونکہ فصل کے ڈوڈے آ چکے تھے۔ بہر حال افسر معائنہ نے اس پر آپ کو جرمانہ کیا لیکن جب فصل تیار ہوئی تو ریکارڈ پیداوار ہوئی اور اس پر آپ کو جرمانہ سے کئی گنا انعام مل گیا۔ اچھی کارکردگی دکھانے پر آپ کو کئی بار انعامات ملے۔ جماعتی اموال کی خوب حفاظت کی اور جماعتی اشیاء کو اپنے مصرف میں قطعاً نہ لاتے تھے۔ تنگی کے حالات دیکھے لیکن کے اموال و املاک کی حفاظت کا حق ادا کیا۔

جماعت کے لئے غیرت

آپ ایک رعب دار شخصیت کے حامل تھے اور جماعت کے لئے غیر معمولی غیرت رکھتے تھے۔ جماعتی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسیری بھی کاٹی۔ 1964-65 کے الیکشن کے دوران جب باپردہ احمدی خواتین ووٹ ڈال رہی تھیں تو مخالف پولنگ ایجنٹ نے الزام تراشی کی کہ خواتین برقعے میں دو دو ووٹ ڈال رہی ہیں۔ انہیں چیک کریں۔ آپ وہاں ان کے سامنے سینہ تان کے کھڑے ہو گئے کہ آپ نے ہماری خواتین کا ایسے نام کیوں لیا ہے۔ جھگڑے کی کیفیت بن گئی لیکن آپ نے بہادری اور غیرت دکھائی۔ جماعت کے لئے غیرت اور محبت کا مظاہرہ آپ نے یوں بھی کیا کہ جب زرعی اصلاحات کے نتیجہ میں زمینیں ٹوٹ گئیں اور ہاریوں میں تقسیم ہوئیں تو آپ کو بھی پیغام ملا کہ آپ کے چار جوان بیٹے اور خود ہیں۔ پانچوں کے نام زمین الاٹ کروالیں آپ نے کہا میں جماعتی زمین خود یا بچوں کے نام پر نہیں لونگا۔ چنانچہ آپ نے زمین الاٹ نہیں کروائی کیونکہ آپ جماعت کی محبت میں یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ زمینیں جماعت کو واپس مل جائیں گی۔

جرأت و بہادری اور فرض شناسی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو فطرتی طور پر رعب عطا کیا تھا اور اس رعب کا آپ نے جماعتی وقار بلند کرنے کے لئے استعمال کیا۔ علمی میدان ہو یا عملی میدان آپ بہادری کے ساتھ مخالفین کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپ کی جرأت بہادری اور فرض شناسی کا ایک واقعہ آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی محترمہ شاہدہ حیات صاحبہ اہلیہ حافظ محمد حیات صاحب امیر ضلع چنیوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ 1973ء کی بات ہے۔ ان دنوں آپ گردے میں پتھری کی تکلیف کی وجہ سے زیر علاج تھے اور آپ کو ڈرپس بھی لگ رہی تھیں۔ آپ اس وقت مینیجر کریم نگر فارم تھے۔ بیماری کے ان ایام میں کریم نگر فارم کی گھوڑیاں چوری ہو گئیں۔ آپ کو جب اطلاع ملی تو آپ ان کی بازیابی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کو منع بھی کیا گیا کہ آپ بیمار ہیں اور تکلیف مزید بڑھ جائے گی لیکن آپ نے کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے اور میں ان کے بارہ میں جوابدہ ہوں ان کی بازیابی تک کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔ چنانچہ معروف طریق کے مطابق آپ نے کھوجی وغیرہ کا انتظام کیا اور خود بھی ان کے ساتھ گھوڑی پر نکل پڑے۔ درد گردہ والے جانتے ہیں کہ اس حالت میں گھوڑسواری کریں تو کیا کیفیت ہوگی۔ لیکن آپ دو دن تک کھوجی کے ساتھ کھوج میں رہے اور بالآخر مسروقہ گھوڑیوں تک پہنچ گئے۔ یہ واقعہ آپ کی جرأت و بہادری، جماعتی اموال کی حفاظت

اور فرض شناسی پر گواہ ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال دیا لیکن جماعتی امانتوں کی حفاظت کی ذمہ داری کو خوب نبھایا۔

دینی و دنیاوی محاسن کے مرکب

مولوی محمد عبداللہ صاحب دینی و دنیاوی محاسن کے مرکب تھے۔ مکرم چوہدری جاوید احمد صاحب سابق مینیجر محمد آباد حال مقیم کینیڈا مجھ سے بیان کرتے ہیں کہ سندھ کے جماعتی زرعی فارمز میں میں نے مولوی محمد عبداللہ صاحب جیسا دلیر اور بہادر نہیں دیکھا۔ آپ بارعب اور ملنسار تھے اور آپ کے تعلقاتِ عامہ کا دائرہ بہت وسیع تھا۔

برادرم محمد ساجد قمر صدر جماعت سینٹرل کرائیڈن یو۔کے مولوی محمد عبداللہ صاحب کے سب سے بڑے نواسے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کو اپنے ننھیال کو سب سے زیادہ دیکھنے کا موقع ملا۔ نانا جان اور والد محترم چونکہ دونوں بطور واقفِ زندگی تحریک جدید کے زرعی فارمز سندھ میں خدمت بجالا رہے تھے اس لئے یہ قربت اور بھی زیادہ رہی۔ آپ کو اپنے نانا جان مولوی محمد عبداللہ صاحب کی شخصیت کو لمبا عرصہ بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد عبداللہ صاحب دینی و دنیاوی محاسن سے مرکب عالم باعمل تھے۔ آپ نڈر اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ علاقے میں قابل احترام وجود، صائب الرائے اور اثر انگیز شخصیت تھے۔ جہاں نڈر تھے وہاں انتہائی شفیق انسان تھے۔ میرے ساتھ بہت ہی شفقت کا سلوک روا رکھا۔ باجود چھوٹا ہونے کے آپ ہمیشہ احترام کے ساتھ پیش آتے اور کئی معاملات میں مجھے مشورہ میں شریک کرتے جو میرے لئے باعث عزت ہوتا۔ بسا اوقات اپنے بچوں کے معاملات کا مجھ سے تذکرہ کرتے اور اپنی اپنائیت کا اظہار کرتے۔ باجماعت نمازوں کی پابندی میں جہاں آپ کا خاص التزام اور اعلیٰ معیار تھا وہاں بچوں کو بھی نماز کی پابندی کی تلقین اور نگرانی کرتے۔ مجھے آپ سے صرف ایک بار ڈانٹ پڑنا یاد ہے اس کی وجہ نماز عصر میں میری اور میرے ماموں کی غیر حاضری تھی۔

صلہ رحمی

اپنے عزیزوں اور اقرباء کے ساتھ حُسن سلوک کا معاملہ رکھا اور ہمیشہ ان سے محبت سے پیش آتے۔ میرے والد محترم چوہدری محمد صادق صاحب کے ساتھ آپ کا بہت قریبی اور احترام کا تعلق تھا۔ آپ انہیں ہمیشہ اپنا بڑا بیٹا سمجھتے تھے۔ آپ والد محترم کو ہر معاملہ میں شریک رکھتے اور مشورہ لیتے اور بھرپور اعتماد کرتے۔ والد محترم بھی آپ کے ساتھ کمال ادب اور احترام کا تعلق رکھتے تھے۔ یہ احترام اور اعتماد تادم واپسی برقرار رہا۔ ہماری نانی جان آمنہ بیگم صاحبہ بھی ہمارے والد صاحب کا بہت احترام کرتیں اور خاندانی معاملات میں آپ سے مشورہ اور اعتماد کرتی تھیں۔

ریٹائرمنٹ کے بعد جب ربوہ آگئے تو آخری بیماری سے پہلے جب تک صحت نے ساتھ دیا آپ اپنی اولاد اور عزیزوں کے گھروں میں باقاعدہ ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ آپ کا مسکراتے چہرے کے ساتھ ہمارے گھر آنا اور شفقت و محبت کے ساتھ ''پتر'' کہہ کر پکارنا مجھے ہمیشہ یاد رہتا ہے۔

اسلام احمد شمس صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد عبداللہ صاحب میرے والد غلام احمد صاحب کے ساتھ جو کہ ان کے بڑے بھتیجے بھی تھے بہت پیار اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ میرے والد کو مولوی عبداللہ صاحب نے جماعتی زمینوں پر ملازم کروایا۔ کسی جھگڑے کی وجہ سے انہوں نے ملازمت ترک کردی تو مولوی محمد عبداللہ صاحب نے ان کو دوسری جگہ ملازم کروادیا اور یہ سلسلہ کئی سال تک چلتا رہا اور والد صاحب کے بہتر مستقبل کے لئے ہمیشہ اقدام کرتے رہے۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب بچوں کے لئے بہت شفیق وجود تھے۔ اپنی اگلی نسل کے بچوں سے بھی بہت پیار اور محبت کرتے اور ہمیشہ مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملتے۔ بچوں سے پیار اور شفقت ان کو آپ کا گرویدہ بنا لیتا تھا جس کی وجہ سے وہ آپ کی ملاقات اور بیماری میں تیمارداری و خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی آپ کا نمایاں خلق تھا۔ مہمان نوازی کا حق تبھی ادا ہو سکتا ہے جب شوہر کے ساتھ اس کی بیوی بھی شامل ہو۔ الحمد للہ کہ دونوں میاں بیوی مہمان نواز تھے۔ چوہدری مبارک احمد صاحب آف چنیوٹ بیان کرتے ہیں کہ ساٹھ اور ستر کی دہائی میں زمانہ طالبعلمی کے دوران ہم گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنی پھوپھو طالعہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم احسان اللہ صاحب کے ہاں نبی سرروڈ سندھ جایا کرتے تھے۔ ہمارے علاوہ ہمارے دوسرے کزن بھی آجاتے اور خوب رونق ہوجاتی تھی۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب احسان اللہ صاحب کے منہ بولے بھائی بنے ہوئے تھے اور ان دونوں کا آپس میں پیار محبت اور اخلاص کا تعلق تھا جو اخیر تک قائم رہا۔ ہم اسی تعلق کی وجہ سے انہیں تایا جی عبداللہ کے نام سے پکارتے تھے اور آپ کی اہلیہ آمنہ بیگم صاحبہ کو تائی جان کہتے تھے۔ قیام سندھ کے دوران ہمارے پھوپھا احسان اللہ صاحب ہمیں تایا جی عبداللہ کے ہاں دو تین روز کے لئے ضرور لے جاتے تھے۔ اس سے کم قیام پر مولوی عبداللہ صاحب راضی ہی نہ ہوتے تھے۔ ان کی مہمان نوازی کا کوئی ثانی نہ تھا۔ وہ دیسی مرغیاں، مچھلی، سویاں، حلوہ اور پھر آموں کی ٹوکریوں سے کھلے دل کے ساتھ ہماری تواضع کرتے اور بار بار کہنا کہ اور لیں۔ آپ کے چہرے سے اس وقت اپنائیت اور محبت ٹپکتی تھی۔ آپ کی محبت سے آپ کی تواضع کا مزہ دوچند ہو جاتا تھا۔ تایا عبداللہ اور تائی آمنہ کی محبت و شفقت اور مہمان نوازی کی یادیں اب بھی تازہ ہیں اور اکثر اپنے عزیزوں سے ملاقات کے وقت ان کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو غریق رحمت کرے۔ آمین۔

بچوں کی تربیت کے انداز

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی آواز دی جس کی وجہ سے خوش الحانی سے تلاوت کرتے اور نمازوں میں بھی امامت کے دوران خوبصورت آواز میں بلند قرأت کرتے۔ کتب سلسلہ اور الفضل کا باقاعدہ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے بیٹے ڈاکٹر صفی اللہ صاحب بچوں کی تربیت کرنے کے انداز کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے سب بچوں کو قرآن کریم خود پڑھایا۔ آپ رات کو بچپن میں ہمیں اپنے پاس بٹھا کر سونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی باتیں، حضرت مسیح موعودؑ کی باتیں کہانی کے انداز میں سکھاتے تھے۔ جب ہم کچھ بڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں قرآنی دعائیں، مسنون دعائیں، حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں اور اختلافی مسائل سکھائے۔ مجھے سکول بعد میں بھیجا پہلے قرآن کریم پڑھایا اور پھر قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھایا۔ مجھے علم کی لو آپ نے لگائی اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے 80 فیصد علم آپ کو گود میں ہی حاصل کیا۔ آپ فجر کی نماز پر جانے سے پہلے جگاتے اور ساتھ لیکر جاتے۔ نمازوں کے معاملہ میں آپ سختی بھی کرتے تھے۔ آپ ہمیں حقیقی احمدی بنانے کے لئے کوشاں رہے۔ جماعتی علوم، ترجمہ وتفسیر آپ نے بچوں کو سکھایا۔ بچوں کے ساتھ بہت پیار اور شفقت کرتے تھے اگر کبھی سختی ہوئی تو وہ نماز کے لئے۔ آپ کی گود ہمارے لئے ایک درسگاہ تھی اور آج جو میرے پاس علم ہے اس کا بیشتر حصہ بچپن میں آپ سے ہی حاصل کیا۔

شادی و اولاد

1933ء میں آپ کی شادی محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میاں دین محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ سے ہوئی۔ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور 2008ء میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ انہوں نے اپنے واقف زندگی خاوند کا خوب ساتھ نبھایا۔ آپ معروف شاعر، صحافی و ناول نگار جناب قمر اجنالوی صاحب کی بڑی ہمشیرہ اور محترم میاں غلام محمد اختر صاحب سابق ناظر اعلیٰ ثانی و ناظر دیوان کی بھتیجی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے عطا کئے۔ آپ کی دو بیٹیاں واقفین زندگی سے بیاہی گئیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. محترمہ صادقہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر
2. محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ اہلیہ ہیڈ ماسٹر محمد صدیق صاحب
3. محترمہ مبارکہ خانم صاحبہ اہلیہ عبدالشکور شاد صاحب
4. محترمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ سلطان احمد شاہد صاحب
5. محترمہ شاہدہ حیات صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حافظ محمد حیات صاحب
6. چوہدری عطاء اللہ منور صاحب مرحوم
7. نعیم اللہ صاحب
8. سمیع اللہ انجم صاحب مرحوم
9. ڈاکٹر صفی اللہ صاحب

مولوی محمد عبداللہ صاحب کی نسل میں الحمد للہ وقف اور خدمت دین کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کے دو داماد واقف زندگی، ایک بیٹے لمبا عرصہ امیر ضلع میانوالی رہے اور ایک داماد امیر ضلع چنیوٹ ہیں۔ آپ کے تین نواسے مربیان سلسلہ ہیں۔ ایک نواسے واقف زندگی ڈاکٹر غانا میں خدمت کررہے ہیں۔ ایک نواسے وائس پرنسپل نصرت جہاں کالج ہیں (انہیں اسیر راہ مولیٰ کی سعادت بھی ملی ہے)۔ آپ کی نسل جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچوں براعظموں میں موجود ہے اور اگلی نسل میں کثیر تعداد جماعتی خدمت دین کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی نیکیاں آپ کی نسل کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ بریرہ محمود اہلیہ ڈاکٹر محمود احمد عاطف لکھتی ہیں۔

الفضل اخبار اللہ کے فضل سے اور آپ سب کی کوششوں سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ہمیشہ کی طرح ہر شمارہ میں کچھ نئی معلومات ضرور ہوتی ہیں۔حضور انور کا خطبہ جب بھی پڑھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ باتیں سننے اور سمجھنے میں رہ گئی تھیں۔

ملفوظات میں سے منتخب اقتباسات ہمارے لیے اثاثہ ہیں۔ بہت برمحل ہوتے ہیں۔ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ پر متواتر شمارہ جات کی اشاعت بہت ایمان افروز، معلوماتی اور تاریخی نوعیت کی تھی۔

خاکسار کے بھائی مکرم عبادہ اسلم کو لائبیریا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ وہ علاقہ بھی عملاً ایک کنارہ ہی ہے۔بجلی جنریٹر کے ذریعے آتی ہے۔ انٹرنیٹ بھی بہت Slow ہے۔ دوسری سہولتیں بھی کم ہیں۔اللہ سب خدمت کرنے والوں کو بہترین جزا دے۔

نوٹ ازایڈیٹر: اپنے بھائی عبادہ اسلم صاحب سے لائبیریا میں احمدیت پر مضمون لکھ کر بھجوانے کی درخواست کر دیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پھیلاؤں گا‘‘ کی قسط دوم کی منظوری عنایت فرمائی ہے۔ ایسے تمام دوستوں سے اس پر قلم آزمائی کی درخواست ہے جو زمین کے کناروں میں مقیم ہیں۔ اکناف عالم سے قارئین کے میسیجز، خطوط اور فونز اس حوالے سے کثرت سے موصول ہو رہے ہیں کہ اس ایمان افروز اور معلوماتی سلسلے کو جاری رکھیں۔ اس تحریر کے دوران سابق مدیر الفضل مکرم عبدالسمیع خان نے بھی میسج کے ذریعہ اس اہم کام کو آگے بڑھانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں قارئین، مضمون نویسوں اور شعراء سے تعاون کی درخواست ہے۔

• مکرمہ مغفورہ درانی۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا ہے الفضل سے ایک خاص رشتہ ہے اور الحمدللہ آج تک قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رکھے، آمین۔ اللہ کے فضل سے اس قدر خوبصورت اور معلوماتی مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں کہ دل سے بے اختیار اپنے بزرگوں کے لیے دعائیں جاری ہو جاتی ہیں جنہیں خدا کے فضل سے احمدیت قبول کی سعادت ملی اور ان کے قبولیت احمدیت کی بدولت آج ہم پیدائشی احمدی ہیں۔اور آج الفضل اخبار اپنی ترقی کی منازل طے کرتا ہماری روحانی تسکین کا باعث ہے۔مضامین پڑھتے ہوئے ہمیشہ یہ خیال آتا ہے کہ اس دفعہ ضرور اپنی رائے کا اظہار کروں گی مگر ہمیشہ اپنی مصروفیت آڑے آتی رہی اور سوچ، سوچ ہی رہ جاتی تھی۔ مگر اداریہ بعنوان ’’آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے‘‘ (الہام حضرت مسیح موعودؑ) پڑھ کر تو بے اختیار ہی قلم چل پڑا۔ خاکسار آج پہلی بار اس کے بارے میں اپنی رائے دینا چاہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بابرکت الہام پڑھا اور جس طرح سے آپ نے اس کی وضاحت کی ہے وہ روح کو سرشار کر گئی ہے، الحمد للہ۔ تمام مضامین کے ساتھ ساتھ اداریہ خاص طور پر اپنی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے کیونکہ اس کے مضامین اپنا ایک الگ ہی رنگ لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے زور قلم اور زیادہ آمین۔

• مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں۔

ہمارا روزنامہ الفضل آن لائن خدا کے فضل سے دنیا کے دوسرے اخبارات سے منفرد ہے۔ کیونکہ یہ صرف دینی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ تا کہ خدا کی مخلوق کی ہدایت کا سامان ہو اور وہ اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے کچھ کر سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو نیکی و ہدایت کی توفیق دے، آمین۔ رمضان کے حوالے سے چند اشعار پیش خدمت ہیں

رمضان تیری خوشبو سے جسم سارا معطر ہے
تن سارا معطر ہے، من سارا معطر ہے
روزہ داروں کی روح اس سے خوب معطر ہے
عمر بھر کے لئے بھئی، جسم سارا معطر ہے

خاکسار یہ لکھنا چاہتا ہے کہ روزنامہ الفضل آن لائن کے ہم سب مشکور ہیں کہ اس روزنامہ کی رہنمائی سے ساری دنیا فیضیاب ہو رہی ہے اور خاص طور پر رمضان کے ان دنوں میں یہ ہماری تربیت کے بیش بہا خزانے بانٹ رہا ہے۔مضمون فضل اور رحمت کے دائرے، آج کی دعا، جماعتی جلسے اور روزنامہ پر دوستوں کی آراء جب ہم پڑھتے ہیں تو یقیناً مجھ سمیت تمام قاری خدا کی حمد میں ڈوب جاتے ہیں۔ احکام الٰہی ارشادات نبیؐ، مسیح دوراںؑ کے ارشادات، خلیفہ وقت کا ارشاد اور تحریر ’’مادی عطر اور روحانی خوشبو سے معطر مسوح کرنا‘‘ جب پڑھا تو ہماری اپنے باطن صاف کرنے کی طرف طبیعت راغب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روحانیت میں بڑھنے کی توفیق دے اور ان تمام لکھاریوں اور رضا کاروں کو جو اس کارخیر میں حصہ ڈال رہے ہیں انہیں اپنے فضلوں سے نوازے، ہمارا رب ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی دے اور اپنی تائیدات سے نوازے، آمین۔

درخواست ہائے دعا

• مکرمہ منزہ خان۔کینیڈا سے یہ اعلان بھجواتی ہیں۔

خاکسار کی والدہ فوزیہ جمیل صاحبہ، جن کو حال ہی میں چوتھی اسٹیج کے کینسر کی تشخیص ہوئی ہے کچھ عرصہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور نہایت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ قارئین الفضل سے ان کی کامل اور جلد صحت یابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

• مکرم شبیر احمد بلوچ مبلغ سلسلہ۔ آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم محمد یوسف صاحب گزشتہ 20 روز سے کافی علیل ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔اب محض خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے روبہ صحت ہیں۔ تاہم قارئین الفضل سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا کرے نیز آئندہ بھی کسی قسم کی پیچیدگی و پریشانی سے بچا کے رکھے اور صحت وتندرستی والی زندگی عطا کرے۔ آمین

• مکرم صفدر نذیر گولیکی اعلان کرواتے ہیں کہ

میرے داماد مکرم محمد آصف خلیل گزشتہ ایک سال سے برین ہیمرج کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔عمر 45 سال ہے۔ چلنے پھرنے سے قاصر ہیں۔ قارئین الفضل سے کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

حضورِ انور نے بچی سے پوچھا کہ تم کون سی نظمیں سنتی ہو؟ تو بچی نے جواب دیا کہ بہت ساری سنتی ہوں جیسے خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا۔ خلیفہ دل ہمارا ہے۔حضور نے فرمایا کہ درثمین کی نظمیں پڑھا کرو اور کلامِ محمود کی نظمیں بھی پڑھا کرو تو تمہارا اس سے ایمان بھی بڑھے گا۔ یہ تو جو عارضی جوش پیدا کرنے والی نظمیں ہیں یہ تو ہیں لیکن ایمان بڑھانے کے لئے بھی زمانے کے امام حضرت مسیح موعود اور پھر خلفاء کا کلام جو ہے اس کو بھی پڑھنا چاہئے اس سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔

سوال۔ ایک اور بچی نے سوال کیا کہ: جاپان، کوریا اور چین میں سلام کرتے وقت جھکتے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ اگر ہم ادھر جائیں تو اس طرح جھکنا شرک کہلائے گا کیونکہ انسان کے سامنے جھکنا جائز نہیں ہے۔

جواب۔حضورِ نے جواب میں فرمایا کہانکا ایک ٹریڈیشن ہے وہ یوں سر جھکا کر سلام کرتے ہیں۔ ہمارے ایشیا میں بھی رواج ہے۔ پاکستان میں بھی، انڈیا میں بھی کہ بعض دفعہ سینے پر ہاتھ رکھ کر یوں جھک کر سلام کر دیتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتے ہیں اور ساتھ سینے پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔تو وہ کوئی شرک تو نہیں ہوتا۔ ویسے بھی یہ انکی ٹریڈیشن ہے انکا سلام کا طریقہ ہے۔ وہ یوں جھکتے ہیں۔کوئی عبادت کے لئے نہیں جھکتے۔ وہ اگلے کو خدا سمجھ کے تو نہیں جھک رہے ہوتے کہ اس سے میں نے کچھ لینا ہے یا مانگ رہا ہوں۔ وہ تو کرٹسی کا اظہار ہے کہ دکھائی جارہی ہے کہ کس طرح ہم آپ کو عزت دیتے ہیں، احترام دیتے ہیں اور سلام کا ایک طریقہ ہے۔ تو جاپان وغیرہ اور بہت ساری دوسری جگہوں پر جب عورتیں آتی تھیں سلام کرنے کے لئے تو میں ان سے ہاتھ تو نہیں ملاتا، عورتوں سے، تو میں ذرا سا جھک کر آگے ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ دیتا ہوں۔ اس سے ان کو ہوجاتا ہے کہ ہماری عزت افزائی ہوگئی ہے۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ اگلے کی عزت کرنا۔ تو ایک اصول یاد رکھو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اگر تمہاری نیت کسی کے سامنے جھکنے کی اس لئے ہے کہ تم اس سے مانگو اور اس کو خدا سمجھ رہی ہو تو وہ شرک ہے۔ اگر صرف کرٹسی ہے اور یہ کرٹسی دکھانے کے لئے، اس کو عزت دینے کے لئے ہے یوں کر کے (حضور نے جھکتے ہوئے واضح کیا) ہلکا سا سر جھکا دیا آگے۔ یا ذرا سی کمر کو بھی خم کر دیا، ذرا سا جھکا دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کوئی شرک نہیں ہے یہ۔

(This Week with Huzoor مؤرخہ 25 فروری 2022ء

مطبوعہ الفضل آن لائن 19/ مارچ 2022ء)

اعلانات ولادت

• مکرم ظفر احمد بھٹی۔ مبلغ سلسلہ لائبیریا تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ 19 اپریل 2022ء کو خاکسار کو بیٹے سے نوازا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل کرتے ہوئے بچے کا نام ''محسن احمد'' تجویز کیا ہے۔ نومولود مکرم ظہیر احمد بھٹی آف بشیر آباد کا پوتا اور مکرم مبارک احمد بھٹی کا نواسہ ہے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو با عمر، صالح، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

• مکرم شاہد احمد مسعود مبلغ سلسلہ، آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مؤرخہ 15 اپریل 2022ء (14 رمضان المبارک) بروز جمعۃ المبارک دوسری بیٹی کی صورت میں اپنی رحمت سے نوازا ہے۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی کا نام بشریٰ شاہد تجویز فرمایا ہے اور یہ الحمدللہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مسعود احمد درد صاحب مرحوم کی پوتی جبکہ مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کے اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی اور فعال زندگی عطا فرمائے نیک، صالحہ، خادم دین بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ایمان کی حفاظت

آج کا دور فتنوں، آزمائشوں سے پُر ہے۔ اس دور میں سب سے بڑی آزمائش ایمان کے امتحان کی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کو دعا کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے ایمان کی حفاظت کی دعا کی طرف خاص طور سے توجہ دلانا ایک بہت اہم امر ہے۔ سچے دل سے استغفار کرتے ہوئے رب کی طرف جھکنا اور خلوص دل کے ساتھ ایمان کی سلامتی کی دعا کو ہر نماز میں مقدم کر لینا یقیناً ایسے ہی ایمان کی حفاظت کا باعث ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے ایمان کی حفاظت خود فرمائی تھی۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

فقہی کارنر

مخالفین کو سلام کہنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

میرا اپنا طریق تو یہ ہے کہ سب کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتا ہوں ہاں کوئی شقی جیسا کہ لیکھرام تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلام نہیں کیا اگر ملے تو ممکن ہے طبیعت رکے۔ عام لوگ باوجود دشمن ہونے کے دھوکہ خوردہ ہیں اور سلام دعا کے مستحق۔

(الفضل 21 اگست 1946ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

			03 مئی 2022ء
غروب آفتاب	طلوع فجر		
18:47	04:27		مکہ مکرمہ
18:52	04:21	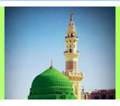	مدینہ منورہ
19:10	04:12		قادیان
18:50	03:52		ربوہ
20:28	04:03	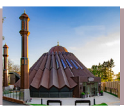	اسلام آباد ٹلفورڈ